اعتقاد صحیح

تالیف

ڈاکٹر عبد السلام بن برجس آل عبد الکریم

رحمه الله

اردو ترجمہ

ابوالمکرّم عبد الجلیل

رحمه الله

اردو

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بسلطانة
تحت إشراف وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد
هاتف: ٤٢٤٠٠٧٧ ناسوخ: ٤٢٥١٠٠٥ ص ب ٩٢٦٧٥ الرياض ١١٦٦٣ بريد الكتروني E.mail : Sultanah22@hotmail.com
THE COOPERATIVE OFFICE FOR CALL & FOREIGNERS GUIDANCE AT SULTANAH
Tel:4240077 Fax:4251005 P.O.Box:92675 Riyadh:11663 K.S.A. E-mail: sultanah22@hotmail.com

اعتقاد صحیح

تالیف

ڈاکٹر عبدالسلام بن برجس آل عبدالکریم

اردو ترجمہ

ابوالمکرّم عبدالجلیل

طباعت واشاعت

دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد سلطانہ

فون ۴۲۴۰۰۷۷ پوسٹ بکس ۹۲۶۷۵ ریاض ۱۱۶۶۳

سویدی روڈ۔ مملکت سعودی عرب

ح المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بسلطانة، ١٤٢٤هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

آل عبدالكريم، عبدالسلام بن برجس

المعتقد الصحيح./ عبدالسلام بن برجس آل عبدالكريم؛

أبو المكرم عبدالجليل.- الرياض ، ١٤٢٤هـ

١٣٦ ص؛ ١٤×٢١ سم

ردمك: ٧ - ١٧ - ٨٧١ - ٩٩٦٠

(النص باللغة الأردية)

١- العقيدة الإسلامية أ- عبدالجليل، أبو المكرم (مترجم)

ب- العنوان

ديوي ٢٤٠ ١٤٢٤/٢٩٦٤

رقم الإيداع: ١٤٢٤/٢٩٦٤

ردمك: ٧ - ١٧ - ٨٧١ - ٩٩٦٠

حقوق الطبع محفوظة

بسم الله الرحمن الرحیم

عرض مترجم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين، نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد:

اسلام میں عقیدہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اسی پر انسان کی دنیوی سعادت وکامرانی اور آخرت میں نجات موقوف ہے، یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین نے ہر دور میں اس پہلو پر خصوصی توجہ دی ہے اور امت کو اسلامی عقیدہ کی تلقین اور اس کی اہمیت سے روشناس کرانے کے لئے مستقل کتابیں تالیف کی ہیں، عصر حاضر میں بھی اس موضوع پر متعدد اہل علم کی گرانقدر کتابیں سامنے آچکی ہیں جن کے اندر انہوں نے اپنی اپنی صوابدید کے مطابق قارئین کی ضرورت کے پیش نظر مختصراً یا مفصلاً عقیدۂ سلف کی وضاحت کی ہے۔

زیر نظر کتاب "اعتقاد صحیح" بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو ڈاکٹر عبد السلام بن برجس آل عبد الکریم حفظہ اللہ کی عربی تالیف "المعتقد الصحيح" کا اردو ترجمہ ہے، مؤلف موصوف نے اپنی اس کتاب میں بڑا آسان اسلوب اختیار کیا ہے اور عقیدۂ سلف کو شرعی دلائل کی روشنی میں ایک نئے انداز سے پیش کرنے کی

کوشش کی ہے، کتاب کے اندر جو عقائد زیر بحث آئے ہیں وہ سلف کی کتابوں میں مختلف مقامات پر موجود ہیں، مؤلف نے انہی عقائد کو مختصر طور پر یکجا کر دیا ہے، جیسا کہ کتاب کے مقدمہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔

کتاب کے مشتملات پر ایک نظر ڈالنے کے بعد راقم الحروف کو یہ اندازہ ہوا کہ اختصار و جامعیت کے اعتبار سے یہ ایک منفرد کتاب ہے اور اردو زبان میں اس انداز کی کتابیں کم دستیاب ہیں، اس لئے اگر اس کا اردو ترجمہ سامنے آجائے تو یہ اس سلسلہ کا ایک عمدہ اور مفید کام ہوگا، چنانچہ دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد سلطانہ (ریاض) کے ذمہ داران کے توسط سے مؤلف موصوف سے کتاب کے اردو ترجمہ کی اجازت طلب کی گئی جسے انہوں نے بخوشی منظور فرمالیا، فجزاهم الله خيراً۔

میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا گو ہوں وہ اس ترجمہ کو شرف قبولیت عطا کرے اور اسے عام مسلمانوں کے لئے مفید بنائے، نیز کتاب کے مؤلف، مترجم، ناشر اور جملہ معاونین کو اجر وثواب سے نوازے، آمین۔

وصلى الله وسلم على عبده ورسوله نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين۔

الریاض: ۱۶ شوال ۱۴۲۳ھ ابو المکرّم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَصَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ عَلَی رَسُولِ اللّٰہِ، وَعَلَی آلِہِ وَصَحْبِہِ أَجْمَعِیْنَ، أما بعد:

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ وہی دین برحق ہے جس کا اعتقاد رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے، کیونکہ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ ہے، لہٰذا جس نے بھی اس بارے میں ان کی مخالفت کی اس نے اپنے نفس کو اللہ کے شدید عقاب اور اس کے غیظ و غضب کے لئے پیش کر دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے اندر پیدا ہونے والے تہتر فرقوں کے بارے میں فرمایا:

"کُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً، وَهِيَ الْجَمَاعَةُ"

ایک فرقہ کے علاوہ سب کے سب جہنمی ہوں گے اور وہ نجات پانے والا فرقہ اہل جماعت کا ہے۔

اس حدیث کو امام احمد اور ابو داود نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے، نیز امام احمد، ابن ماجہ اور ابن ابی عاصم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کی وعید سے نجات پانے والی اس جماعت کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"مَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي الْيَوْمَ"

یہ اس راہ پر گامزن لوگ ہوں گے جس پر آج میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

اس حدیث کو آجری نے اپنی کتاب "الشریعہ" میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، نیز طبرانی نے معجم صغیر اور معجم اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اہل سنت وجماعت کا یہی اصول اور ضابطہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کے خلفائے راشدین کا طریقہ اپنا کر اس پر مضبوطی کے ساتھ کاربند ہیں، اسی لئے وہ فرقہ ناجیہ قرار پائے، وہ قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بھی نجات پانے والے ہیں اور دنیا میں بدعات سے بھی محفوظ ہیں، اور وہی طائفہ منصورہ بھی ہیں، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِينَ، حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ"

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ (حق کے ساتھ) غالب رہے گا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچے اور وہ اسی حال میں غالب رہیں گے۔

اس حدیث کو بخاری ومسلم نے اپنی اپنی صحیح میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

مذکورہ حدیث میں وارد لفظ "ظہور" نصرت اور غلبہ کے معنی میں ہے، جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ﴾
الصّف:۱۴۔

تو ہم نے مومنوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی پس وہ غالب آگئے۔

اور فرمایا:

﴿وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ﴾ الصافات:۱۷۳۔
اور بیشک ہمارا ہی لشکر غالب رہے گا۔

لہٰذا اہل سنت وجماعت کا گروہ سیف و سنان یا حجت و برہان کے ساتھ ہمیشہ غالب رہے گا۔

اہل سنت کا ایک ہی گروہ ہے متعدد نہیں، اسی لئے انہیں "جماعت" کہا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلاَّ الضَّلاَلُ﴾ یونس:۳۲۔
پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے۔

اہل سنت کی معرفت کے لئے اسلام اور سنت اور ان دونوں معانی پر دلالت کرنے والے الفاظ کے علاوہ اور کوئی نام نہیں، امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: (اہل سنت کی معرفت کے لئے کوئی لقب نہیں، نہ جہمی، نہ قدری اور نہ رافضی)

اور انہی امام مالک رحمہ اللہ سے سنت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: (سنت کے علاوہ اس کا کوئی نام ہی نہیں) یعنی اہل سنت کا سنت کے علاوہ کوئی نام ہی نہیں جس کی طرف انہیں منسوب کیا جاسکے۔

بہت سے ائمہ کبار نے اپنی اپنی تصنیفات میں مستقل طور پر یا ضمنی طور پر سلف صالحین کے عقیدہ کی توثیق اور اس کے دلائل کے بیان نیز اس کی تشریح و توضیح کا اہتمام کیا ہے، ان میں وہ مؤلفات بھی ہیں جو ''السنہ'' یعنی عقیدہ کے نام سے موسوم ہیں، ان مؤلفات کی تعداد ڈھائی سو سے متجاوز ہے، جن میں سے چند یہ ہیں:

ابن ابی شیبہ کی ''السنہ''، احمد بن حنبل کی ''السنہ''، ابن ابی عاصم کی ''السنہ''، عبداللہ بن احمد کی ''السنہ''، خلال کی ''السنہ''، احمد بن الفرات ابو مسعود رازی کی ''السنہ''، اسد بن موسیٰ کی ''السنہ''، امام مالک کے شاگرد ابن القاسم کی ''السنہ''، محمد بن سلام بیکندی کی ''السنہ'' اور نُعیم بن حماد کی ''الصفات والرد علی الجہمیہ''۔

نیز اثرم کی ''السنہ''، حرب بن اسماعیل کرمانی کی ''السنہ''، ابن ابی حاتم کی ''السنہ'' ابن ابی الدنیا کی ''السنہ''، ابن جریر طبری کی ''السنہ'' اور ''التبصیر فی معالم الدین''، طبرانی کی ''السنہ''، ابو الشیخ اصبہانی کی ''السنہ''، ابو القاسم لالکائی کی ''السنہ'' اور محمد بن نصر مروزی کی ''السنہ''۔

نیز صابونی کی ''عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث''، ابن بطہ کی ''الابانہ''، ابن خزیمہ کی ''التوحید''، ابن مندہ کی ''التوحید''، ابن ابی شیبہ کی ''الایمان''، ابو عبید قاسم بن سَلام کی ''الایمان''، شافعی کے شاگرد مزنی کی ''شرح السنہ''، ابن شاہین کی ''شرح

مذاہب اہل السنہ" اور حامیٔ سنت ابو القاسم تیمی اصبہانی کی "السنہ" الموسومہ بہ "الحجۃ فی بیان المحجۃ وشرح عقیدۃ اہل السنہ"۔

نیز ابو عبد اللہ ابن ابی زمنین کی "اصول السنہ"، آجری کی "الشریعہ"، ابو بکر اسماعیلی کی "اعتقاد اہل السنہ"، بربہاری کی "السنہ"، ابن مندہ کی "الایمان"، عدنی کی "الایمان"، محمد بن ابی شیبہ کی "العرش"، ابن وہب کی "القدر"، ابو داود کی "القدر"، دارقطنی کی "الرؤیہ"، "الصفات" اور "النزول" اور ابو نصر سجزی کی "رسالۃ السجزی الی اہل زَبید"۔

نیز خطیب بغدادی کی "جواب اہل دمشق فی الصفات"، ابو احمد اصبہانی المعروف بالعسال کی "السنہ"، یعقوب فسوی کی "السنہ"، قصاب کی "السنہ"، ابو بکر عبد اللہ بن زبیر حمیدی کی "اصول السنہ"، حنبل بن اسحاق کی "السنہ" اور ابو عمرو طلمنکی کی "الاصول" وغیرہ بیشمار تالیفات ہیں۔

اسی طرح ان ائمہ کے بعد آنے والے ائمہ اہل سنت کی کتابیں، مثلاً ابن عبد البر، عبد الغنی مقدسی، ابن قدامہ مقدسی، ابن تیمیہ، ابن القیم، ذہبی، ابن کثیر اور محمد بن عبد الوہاب وغیرہم کی کتابوں میں صحیح عقیدہ کا ذکر و بیان اور اس کے دلائل و براہین موجود ہیں اور اہل بدعت کے شبہات کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔

ذیل میں ہم انہی منتخب اور چیدہ ائمہ کے بعض عقائد مختصر طور پر پیش کر رہے ہیں، وما توفیقی إلا باللّٰہ، علیہ توکلت وإلیہ أنیب۔

توحید ربوبیت کے بارے میں صحیح اعتقاد

اہل سنت وجماعت کا اعتقاد ہے کہ تنہا اللہ تعالیٰ ہی کائنات کا خالق، مالک اور مدبر ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلاَ لَهُ الْخَلْقُ وَالأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ الاعراف:۵۴۔

بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا، پھر عرش پر قائم ہوا، وہ رات سے دن کو اس طرح چھپا دیتا ہے کہ وہ رات اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے، اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا اس طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں، یاد رکھو! اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، بڑی خوبیوں والا ہے اللہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔

اور فرمایا:

﴿لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ﴾ الشوریٰ:۴۹۔

آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کیلئے ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

اور فرمایا:

﴿لَه مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ يُحْيِ وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ الحدید:۲۔

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے، وہی زندگی دیتا ہے اور موت بھی، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مشرکین کا توحید ربوبیت میں کوئی نزاع نہیں تھا:

توحید کی یہ قسم جسے "توحید ربوبیت" کہا جاتا ہے اور جو تمام نفوس انسانی میں موجود ہے، اس کے بارے میں مسلمان یا کافر کسی بھی انسان کا کوئی نزاع نہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے بارے میں فرمایا:

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ﴾ العنکبوت:۶۱۔

اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ آسمانوں اور زمین کا خالق اور سورج اور چاند کو مسخر کرنے والا کون ہے؟ تو وہ یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ۔

نیز دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلاَّ وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ یوسف:۱۰۶۔

ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے مشرک ہی ہیں۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان کا ایمان ان کا یہ کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا خالق ہے، وہی ہمیں روزی دیتا ہے اور موت بھی۔ تو یہ ایمان ہی تھا جس کے ساتھ وہ اللہ کی عبادت میں دوسروں کو شریک بھی ٹھہراتے تھے۔

مشرکین کا اپنے معبودوں کے بارے میں اللہ کی طرف توسل کا عقیدہ تھا، ان کے خالق ورازق ہونے کا نہیں:

مشرکین یہ عقیدہ نہیں رکھتے تھے کہ ان کے معبود تخلیق میں اللہ کے شریک ہیں، بلکہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے، البتہ ان کے معبود اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ اور اللہ کے نزدیک سفارش کرنے والے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَلاَ لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلاَّ لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾الزمر:۳۔

خبردار! اللہ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے، اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔

اور فرمایا:

﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْهُ بَلْ إِنْ يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلاَّ غُرُورًا﴾ فاطر:۴۰۔

آپ کہئے کہ تم اپنے قرار داد شریکوں کا حال تو بتلاؤ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، مجھے بتلاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کون سا جزو بنایا ہے، یا ان کا آسمانوں میں کچھ حصہ ہے، یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی

دلیل پر قائم ہوں، بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکے کی باتوں کا وعدہ کرتے آتے ہیں۔

اور مشرکین قریش کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ٥ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَجْنُونٍ﴾ الصافات:۳۵،۳۶۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی کرتے تھے۔اور کہتے تھے کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑ دیں؟

نیز انہی کے بارے میں فرمایا:

﴿أَجَعَلَ الآلِهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾ ص:۵۔

(انہوں نے کہا) کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کا ایک ہی معبود کر دیا؟ واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔

توحید ربوبیت کے اقرار کے فوائد:

اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے توحید ربوبیت کا اقرار کروایا ہے تاکہ اسے ثابت اور یقینی کر دے اور اس کے ذریعہ توحید الوہیت کے وجوب پر استدلال کرے، کیونکہ توحید ربوبیت اس بات کو مستلزم ہے کہ عبادت وبندگی صرف اللہ واحد کی ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ البقرہ:۲۱۔

اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

اور فرمایا:

﴿ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ فَأَنَّى تُصْرَفُونَ﴾ الزمر:۶۔

یہی اللہ تمہارا رب ہے، اسی کی بادشاہت ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم کہاں بہک رہے ہو؟

اور فرمایا:

﴿فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ ٥ الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَّآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ﴾ قریش:۳، ۴۔

پس انہیں چاہئے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں۔ جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور خوف سے امن وامان عطا کیا۔

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ وہی تنہا ان لوگوں کا خالق ورازق ہے، اور اس میں ان کو بھی کوئی شک وشبہ نہیں تھا، پھر اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے لئے اخلاص عبادت کے وجوب کے لئے ان پر حجت قرار دیا ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَاللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ وَأَنزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا أَإِلَهٌ مَعَ اللَّهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ۝ أَمَّنْ جَعَلَ الأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا أَإِلَهٌ مَعَ اللَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لاَ يَعْلَمُونَ ۝ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الأَرْضِ أَإِلَهٌ مَعَ اللَّهِ قَلِيلاً مَا تَذَكَّرُونَ ۝ أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ أَإِلَهٌ مَعَ اللَّهِ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ النمل:۵۹ تا ۶۳۔

کہہ دیجئے کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہے، کیا اللہ بہتر ہے یا وہ جنہیں یہ لوگ شریک ٹھہرا رہے ہیں۔ بھلا بتلاؤ تو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ کس نے آسمان سے بارش برسائی؟ پھر اس سے ہرے بھرے بارونق باغات اگائے؟ ان باغوں کے درختوں کو تم ہرگز نہ اگا سکتے، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ یہ لوگ اللہ کا ہمسر ٹھہراتے ہیں۔ کیا وہ جس نے زمین کو قرارگاہ بنایا اور اس

کے درمیان نہریں جاری کیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان روک بنائی، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ ان میں سے اکثر کچھ جانتے ہی نہیں۔ کون ہے جو بے کس کی پکار کو جب وہ پکارے تو قبول کر کے سختی کو دور کرتا ہے اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔ کیا وہ جو تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راہ دکھاتا ہے اور جو اپنی رحمت سے پہلے ہی خوشخبریاں دینے والی ہوائیں چلاتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ جنہیں یہ شریک کرتے ہیں ان سب سے اللہ بلند وبالاتر ہے۔

ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین پر نکیر فرمائی ہے جو اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ تنہا اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا خالق اور نفع نقصان کا مالک ہے، کہ یہ اقرار ان کو فائدہ نہیں دے سکا، کیونکہ انہوں نے اللہ کے ساتھ دوسرے معبود بنا لئے جنہیں وہ اللہ ہی کی طرح پکارتے ہیں۔ اور یہ عین تناقض ہے جو شرع اور عقل دونوں کے خلاف ہے، اس لئے کہ جو ذات خلق ورزق اور موت وزندگی کے تصرفات کی تنہا مالک ہے، وہی ہر قسم کی عبادات کی بھی تنہا حقدار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ کہہ کر نکیر فرمائی: ”کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے“ یہ نہیں فرمایا: کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خالق بھی ہے؟ کیونکہ اس بارے میں ان کا کوئی نزاع نہیں تھا۔

شرک فی الربوبیت کا بطلان عقلی اور شرعی دلائل کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ نے شرک فی الربوبیت کا بطلان بھی واضح کر دیا ہے اور یہ بتا دیا ہے کہ اگر اللہ کی ربوبیت میں کوئی شریک ہوتا تو آسمان وزمین کا نظام ہی درہم برہم ہو جاتا، اس حقیقت کا عقلی طور پر بھی ادراک کیا جا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَهٍ إِذًا لَذَهَبَ كُلُّ إِلَهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلاَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾ المومنون:۹۱۔

نہ تو اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی معبود ہے، ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لئے پھرتا اور ہر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا، جو اوصاف یہ بتلاتے ہیں اللہ ان سے پاک ہے۔

اور فرمایا:

﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلاَّ اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾ الانبیاء:۲۲۔

اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہو جاتے۔

توحید اسماء و صفات کے بارے میں صحیح اعتقاد

اہل سنت و جماعت کا یہ اعتقاد بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے وہ تمام اسمائے حسنیٰ اور صفات علیا ثابت مانتے ہیں جو اللہ نے اپنے لئے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے لئے بیان فرمائے ہیں، وہ قرآن مجید سے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ احادیث سے تجاوز نہیں کرتے۔

اہل سنت اللہ کے اسماء و صفات کے الفاظ کو ثابت مانتے ہیں اور عربی زبان میں - جو قرآن کی زبان ہے - ان کے معانی بھی جانتے ہیں، لیکن کیفیت کا علم اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں، کیونکہ اس کا علم اللہ نے اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے اور کسی بھی فرد بشر کو اس کی اطلاع نہیں دی ہے۔

اس نازک باب میں اہل سنت چند ثابت شدہ شرعی اصول و ضوابط کی روشنی میں چلتے ہیں، جو ان اصول و ضوابط کی پابندی کرلے وہ انحراف سے محفوظ رہے گا:

قرآن و حدیث میں وارد صفات سے اللہ کو متصف کرنا:

پہلا اصول: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے جو اسماء و صفات ثابت فرمائے ہیں کسی کمی بیشی کے بغیر ان کو اللہ کے لئے ثابت کیا جائے، کیونکہ اللہ سے بڑھ کر کوئی اللہ کو جاننے والا نہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ أَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ﴾ البقرہ:۱۴۰۔

کہہ دو کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ؟

پھر اللہ تعالیٰ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی اللہ کو جاننے والا نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ○ إِنْ هُوَ إِلاَّ وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ النجم:۳،۴۔

وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔

اللہ جل جلالہ مخلوق کے مشابہ نہیں:

دوسرا اصول: یہ ہے کہ صفات میں اللہ تعالیٰ کو مخلوق کی مشابہت سے پاک و منزہ رکھا جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ الشوریٰ:۱۱۔

اس کے مثل کوئی چیز نہیں، اور وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

اور فرمایا:

﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ الاخلاص:۴۔

اور نہ ہی اللہ کا کوئی ہمسر ہے۔

صفاتِ الٰہی کی کیفیت کا ادراک ممکن نہیں:

تیسرا اصول: یہ ہے کہ صفاتِ الٰہی کی کیفیت جاننے کی کوشش نہ کی جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا﴾ طہ:۱۱۰۔

مخلوق کا علم اس (اللہ) پر حاوی نہیں ہو سکتا۔

اور فرمایا:

﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا﴾ مریم:۶۵۔

کیا تمہارے علم میں اس کا ہمنام و ہم پلہ کوئی اور بھی ہے؟

صفت استواء کا ذکر:

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت عرش پر مستوی ہونا بھی ہے جس کا اللہ نے صراحت کے ساتھ اپنے اس ارشاد میں تذکرہ فرمایا ہے:

﴿الرَّحْمَانُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾ طہ:۵۔

رحمٰن جو عرش پر مستوی ہوا۔

صفت استواء کا قرآن مجید کے اندر متعدد مقامات پر تذکرہ کیا گیا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر حقیقی طور پر مستوی ہے، ہم اس استواء کا معنی جانتے ہیں لیکن اس کی کیفیت سے ناواقف ہیں۔

استواء کے معنی بلند ہونے کے ہیں، عربی زبان میں یہ لفظ اسی معنی میں وارد ہے اور اہل سنت و جماعت کا اسی معنی پر اتفاق ہے۔

رہی اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کی کیفیت، تو اسے اللہ وحدہ لاشریک لہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

صفات سمع وبصر کا ذکر:

اللہ تعالیٰ کی صفات کی آیات میں اس کا یہ ارشاد بھی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾النساء:۵۸۔

بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

اس آیت سے اور اس قبیل کی دوسری آیات سے اللہ کے لئے صفت ''سمع'' یعنی سننے کی صفت ثابت ہوتی ہے، اہل عرب کی زبان میں ''سمع'' کے معنی آواز کا ادراک کرنے کے ہیں۔

لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ کے لئے سننے کی صفت ثابت مانتے ہیں، جس کے ذریعہ وہ آواز کا ادراک فرماتا ہے، لیکن اس میں وہ اپنی مخلوق کی صفت سے ذرا بھی مشابہ نہیں، اس لئے ہم اللہ تعالیٰ کے سننے کی کیفیت کا علم اللہ ہی کے حوالہ کردیتے ہیں اور یہ نہیں کہتے کہ وہ کس طرح سنتا ہے؟ اور نہ ہی اس کی گہرائی میں جانے کی کوشش کرتے ہیں، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اس کی اطلاع نہیں دی ہے، بلکہ اس علم کو اپنے لئے خاص کررکھا ہے۔

اسی طرح صفت ''بصر'' بھی ہے، جس کے معنی ہیں دیکھی جانے والی چیزوں کا ادراک کرنا، جیسا کہ صحیح مسلم میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إِنَّ اللَّهَ لاَ يَنَامُ، وَلاَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، يُخْفِضُ الْقِسْطَ

وَيَرْفَعُهُ، يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ، وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ، حِجَابُهُ النُّورُ، لَوْكَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ“

اللہ تعالیٰ سوتا نہیں، اور سونا اسے زیب بھی نہیں دیتا، وہ (بندوں کے عمل کے اعتبار سے) میزان کو جھکاتا اور اسے اوپر اٹھاتا ہے، اس کے پاس رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے پیش کیا جاتا ہے، اس کا حجاب نور ہے، اگر وہ اسے اٹھادے تو اس کے چہرے کی تجلی وہاں تک مخلوق کو جلا کر رکھ دے گی جہاں تک اس کی نگاہ پہنچے گی۔

لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ کے لئے حقیقی بصر (نگاہ) بھی ثابت مانتے ہیں جس کے ذریعہ وہ دیکھی جانے والی چیزوں کا ادراک کرتا ہے، البتہ ہم اس دیکھنے کی کیفیت نہیں جانتے، صرف اتنا جانتے ہیں جتنا اللہ نے اپنے ارشاد کے ذریعہ ہمیں بتایا ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ الشوریٰ:۱۱۔

اس کے مثل کوئی چیز نہیں، اور وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کے بارے میں یہ اہل سنت کے منہج کی چند مثالیں ہیں۔

توحید الوہیت کے بارے میں صحیح اعتقاد

اہل سنت کے اعتقاد میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ ہر قسم کی عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے خاص رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی بھی معبود کی بندگی نہیں کرتے، بلکہ ہر قسم کی اطاعت جن کا اللہ وحدہ لاشریک لہ نے وجوباً یا استحباباً حکم دیا ہے ان کو صرف اسی کے لئے انجام دیتے ہیں۔

چنانچہ وہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے، بیت اللہ کے سوا کسی جگہ کا طواف نہیں کرتے، اللہ کے سوا کسی کے لئے جانور ذبح نہیں کرتے، اللہ کے سوا کسی کے لئے نذر نہیں مانتے، اللہ کے سوا کسی کے نام کی قسم نہیں کھاتے، اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتے اور اللہ کے سوا کسی کو نہیں پکارتے، اور اسی کا نام توحید الوہیت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلاَ تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾النساء:٣٦۔

اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

اور فرمایا:

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلاَّ تَعْبُدُوا إِلاَّ إِيَّاهُ﴾الاسراء:٢٣۔

اور تیرے پروردگار نے صاف صاف حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا۔

اور فرمایا:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلاَّ لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا﴾التوبہ:۳۱۔

انہیں صرف ایک اکیلے اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا۔

اور فرمایا:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلاَّ لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾البینہ:۵۔

انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔

اور فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنسَ إِلاَّ لِيَعْبُدُونِ﴾الذاریات:۵۶۔

میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

اس آیت میں ﴿لِيَعْبُدُونِ﴾ کے معنی (يُوَحِّدُونَ) کے ہیں، یعنی میری توحید پر کاربند رہیں۔

توحید کی ضد شرک ہے:

توحید کی ضد شرک باللہ ہے-اللہ تعالیٰ ہم کو شرک سے اپنی پناہ میں رکھے-اور شرک اللہ کی نافرمانی کے کاموں میں سب سے بڑا گناہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ لاَ يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ

يَّشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْمًا عَظِيمًا﴾النساء:۴۸۔

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا، اور اس کے سوا گناہ جس کے چاہے بخش دیتا ہے، اور جو اللہ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔

اور فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِيدًا﴾النساء:۱۱٦۔

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا، اور اس کے سوا گناہ جس کے چاہے بخش دیتا ہے، اور جو اللہ کے ساتھ شریک مقرر کرے وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

اور فرمایا:

﴿حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ﴾الحج:۳۱۔

اللہ کی توحید کو مانتے ہوئے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے، اور جو اللہ کے ساتھ شریک مقرر کرے گویا وہ آسمان سے گر پڑا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اسے کسی دور دراز کی جگہ پھینک دے گی۔

اور فرمایا:

﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَابُنَيَّ لاَ تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ لقمان:۱۳۔

اور جب لقمان نے وعظ و نصیحت کرتے ہوئے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ شرک اعمال کو برباد کر دینے والا اور ملت اسلام سے نکال باہر کرنے والا ہے، فرمایا:

﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ الانعام:۸۸۔

اور اگر بالفرض یہ حضرات (انبیاء) بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے۔

اور فرمایا:

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ الزمر:۶۵۔

یقیناً آپ کی طرف بھی اور آپ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو بلا شبہ تمہارے تمام اعمال برباد ہو جائیں گے اور یقیناً تم زیاں کاروں میں سے ہو جاؤ گے۔

نیز صحیح مسلم میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لاَ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ"

جس نے اللہ سے اس حال میں ملاقات کی کہ وہ اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں کرتا تھا وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جو اس حال میں ملا کہ وہ اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک ٹھہراتا تھا وہ جہنم رسید ہوگا۔

اور صحیح بخاری میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ"

جو اس حال میں مرا کہ وہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود پکارتا تھا وہ جہنم رسید ہوگا۔

لہٰذا جس نے عبادت کے اقسام میں سے کوئی بھی قسم کسی غیر اللہ کے لئے انجام دی وہ مشرک اور کافر ہے۔

دعا صرف اللہ کے لئے خاص ہے:

دعا عبادت ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے، لہٰذا جس نے صرف اللہ واحد کو پکارا اور اسی سے دعا کی وہ موحد ہے، اور جس نے غیر اللہ کو پکارا وہ مشرک ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلاَ تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لاَ يَنْفَعُكَ وَلاَ يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ یونس:۱۰۶۔

اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کو مت پکارنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع دے سکے اور نہ کوئی نقصان پہنچا سکے، پھر اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

اور فرمایا:

﴿وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لاَ بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لاَ يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ﴾ المومنون:۱۱۷۔

جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، تو اس کا حساب اس کے رب کے ذمہ ہے، بیشک کافر لوگ فلاح نہیں پا سکتے۔

اور فرمایا:

﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلاَ تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ٥ وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ٥ قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلاَ أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا﴾ الجن:۱۸تا۲۰۔

اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کے لئے خاص ہیں، پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔ اور جب اللہ کا بندہ اس کی عبادت کے لئے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ

بھیڑ کی بھیڑ بن کر اس پر پل پڑیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

اور فرمایا:

﴿لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لاَ يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلاَّ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلاَّ فِي ضَلاَلٍ﴾ الرعد: ۱۴۔

اسی (اللہ) کو پکارنا حق ہے، اور جو لوگ اس کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں وہ ان کی پکار کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے مگر جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو کہ اس کے منہ تک پہنچ جائے، حالانکہ وہ پانی اس کے منہ تک پہنچنے والا نہیں، ان کافروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی میں ہے۔

اور فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لاَ يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ﴾ النحل: ۲۰،۲۱۔

جن جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے، بلکہ وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں۔ مردے ہیں زندہ نہیں، اور انہیں یہ بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

اور فرمایا:

﴿فَلاَ تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ﴾ الشعراء: ۲۱۳۔

پس اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو کہ تم بھی سزا پانے والوں میں سے ہو جاؤ۔

اور فرمایا:

﴿يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لأَجَلٍ مُسَمًّى ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ٥ إِنْ تَدْعُوهُمْ لاَ يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلاَ يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾ فاطر: ۱۳، ۱۴۔

وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اور اسی نے سورج اور چاند کو کام میں لگادیا ہے، ہر ایک میعاد معین پر چل رہا ہے، یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا، اسی کی سلطنت ہے، اور جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے، اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریادرسی نہیں

کر سکتے، بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے، اور تم کو اللہ باخبر کی طرح کوئی خبر نہیں دے گا۔

اور فرمایا:

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ﴾ الزمر:۳۸۔

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے، آپ ان سے کہئے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ مجھے کافی ہے، توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں۔

اور فرمایا:

﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ اِئْتُونِي بِكِتَابٍ مِنْ قَبْلِ هَذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِنْ عِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ○ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لاَ يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ○ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَّكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ﴾ الاحقاف: ۴ تا ۶۔

آپ کہہ دیجئے! بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں میں ان کا کون سا حصہ ہے؟ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے ہی کی کوئی کتاب یا کوئی علم ہی جو نقل کیا جاتا ہو میرے پاس لاؤ۔ اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرسکیں، بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہیں۔ اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے۔

اور کتب سنن میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ"

دعا عین عبادت ہے۔

توحید الوہیت ہی رسولوں اور ان کی قوموں کے درمیان باعث نزاع تھی:

توحید کی اسی قسم - یعنی توحید الوہیت - کے بارے میں رسولوں اور ان کی قوموں کے درمیان اختلاف ونزاع پیدا ہوا۔

نیز اسی توحید کو بیان کرنے اور اسی کی دعوت دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول

بھیجے، اور اسی کے اثبات و اقرار، تشریح و توضیح اور حجت قائم کرنے کے لئے کتابیں نازل فرمائیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولاً أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ النحل:۳۶۔

ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو اور تمام طاغوتوں سے بچو۔

اور فرمایا:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلاَّ نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾ الانبیاء:۲۵۔

آپ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔

اور فرمایا:

﴿يُنَزِّلُ الْمَلاَئِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنذِرُوا أَنَّهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنَا فَاتَّقُونِ﴾ النحل:۲۔

وہی فرشتوں کو اپنی وحی دے کر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے کہ تم لوگوں کو آگاہ کر دو کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں، پس تم مجھ سے ڈرو۔

توحید الوہیت ہی رسولوں کی دعوت کا نقطۂ آغاز تھی:

اسی توحید الوہیت ہی کے ذریعہ تمام رسولوں نے دعوت کا آغاز کیا اور اپنی اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا، چنانچہ ہر رسول نے اپنی قوم سے یہی کہا:

﴿اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ﴾ الاعراف: ۸۵،۷۳،۶۵،۵۹۔

اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

یہی پیغام حضرت نوح نے، ہود نے، صالح اور شعیب نے بلکہ ہر رسول -صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین- نے اپنی اپنی قوم کو دیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ○إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ العنکبوت: ۱۶،۱۷۔

اور ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرتے رہو، اگر تم میں دانائی ہے تو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ تم تو اللہ کے سوا بتوں کی پوجا پاٹ کر رہے ہو اور جھوٹی باتیں گھڑ لیتے ہو، سنو! جن جن کی تم اللہ کے سوا پوجا کر رہے ہو وہ تو تمہاری روزی کے مالک

نہیں، پس اللہ ہی سے روزی طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کی شکر گزاری کرو، اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

نیز اللہ نے اپنے نبی یوسف علیہ السلام کے بارے میں خبر دی کہ انہوں نے کہا:

﴿ يَاصَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ٥ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلاَّ أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلاَّ لِلَّهِ أَمَرَ أَلاَّ تَعْبُدُوا إِلاَّ إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لاَ يَعْلَمُونَ﴾ یوسف:۳۹،۴۰۔

(یوسف علیہ السلام نے کہا) اے میرے قید خانے کے ساتھیو! کیا متفرق کئی ایک پرور دگار بہتر ہیں یا ایک زبردست طاقتور اللہ؟ اس کے سوا تم جن کی پوجا کر رہے ہو وہ سب نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے خود ہی گھڑ لئے ہیں، اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں نازل فرمائی، فرمانروائی صرف اللہ کی ہے، اس نے حکم دیا ہے کہ تم سب سوائے اس کے کسی اور کی عبادت نہ کرو، یہی درست دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

مشرکین کے پاس شرک کے جواز کے لئے کوئی دلیل نہیں:

مشرکین کے پاس ان کے شرک کے جواز کے لئے کوئی صحیح عقلی یا انبیاء سے منقول کوئی شرعی دلیل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَانِ آلِهَةً يُّعْبَدُونَ﴾الزخرف:۴۵۔

اور ہمارے ان نبیوں سے پوچھو جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا تھا کہ کیا ہم نے سوائے رحمٰن کے اور معبود مقرر کئے تھے جن کی عبادت کی جائے؟

یعنی کوئی بھی نبی ایسا نہیں جس نے اللہ کے ساتھ دیگر معبودوں کی عبادت کی دعوت بھی دی ہو، بلکہ اول سے لیکر آخر تک ہر نبی و رسول نے صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کی دعوت دی ہے۔

اللہ عزوجل نے اس بارے میں ایک عقلی دلیل کی جانب توجہ دلائی ہے جو مشرکین کے شرک کو باطل قرار دیتی ہے، فرمایا:

﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ اِئْتُونِي بِكِتَابٍ مِنْ قَبْلِ هَذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِنْ عِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾الاحقاف:۴۔

آپ کہہ دیجئے! بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں میں ان کا کون سا حصہ ہے؟ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے ہی کی کوئی کتاب یا کوئی علم ہی جو نقل کیا جاتا ہو میرے پاس لاؤ۔

یہ ایک عقلی دلیل ہے جو قطعیت کے ساتھ یہ فیصلہ کر رہی ہے کہ اللہ کے ماسوا

ہر شخص کی عبادت باطل ہے، کیونکہ انہوں نے نہ تو کوئی چیز پیدا کی ہے اور نہ ہی کسی چیز کے پیدا کرنے میں ان کا کوئی تعاون ہے، بلکہ تنہا اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے، پھر کسی غیر اللہ کی عبادت کیسی؟

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تردید فرمائی ہے کہ مشرکین کے پاس ان کے شرک کے حق میں آسمانی کتابوں سے یا انبیاء و رسل کی طرف سے کوئی شرعی دلیل ہو۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مشرکین کے پاس مطلقاً کوئی دلیل نہیں ہے، اس لئے وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم میں رہیں گے اور یہ انتہائی بدترین ٹھکانہ ہے۔

سابقہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ توحید الوہیت ہی سب سے اولین فریضہ اور سب سے اہم مسئلہ ہے، اور یہی وہ دین ہے جس کے علاوہ کسی سے کوئی دوسرا دین اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا۔

ارکان ایمان کے بارے میں صحیح اعتقاد

اہل سنت وجماعت کے اعتقاد میں اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر اور تقدیر پر ایمان لانا بھی شامل ہے۔

الف: ایمان باللہ (اللہ پر ایمان لانا):

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید اسماء وصفات کا اقرار شامل ہے، اور گزشتہ صفحات میں اس کا بیان ہو چکا ہے۔

ب: ایمان بالملائکہ (فرشتوں پر ایمان لانا):

فرشتوں پر ایمان لانے کا تقاضا ہے کہ ہم ان کے وجود کی اور ان کے جن ناموں اور کاموں کا تذکرہ ہوا ہے ان کی تصدیق کریں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ﴾ البقرہ:۲۸۵۔

رسول ایمان لائے اس چیز پر جو ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔

اور فرمایا:

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ﴾ البقرہ:۱۷۷۔

ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں، بلکہ حقیقتاً اچھاوہ شخص ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو۔

اور صحیح مسلم میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے فرمایا:

"الإِيمَانُ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلاَئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ"

ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاؤ، اور بھلی بری تقدیر (کے اللہ کی جانب سے ہونے) پر ایمان لاؤ۔

فرشتوں کے اوصاف:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرشتوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهُ لاَ

یَسْتَکْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلاَ یَسْتَحْسِرُونَ ٥یُسَبِّحُونَ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ لاَ یَفْتُرُونَ﴾الانبیاء:۱۹،۲۰۔

آسمانوں اور زمین میں جو ہے اسی اللہ کا ہے، اور جو اس کے پاس (فرشتے) ہیں وہ اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔ وہ دن رات تسبیح بیان کرتے ہیں اور ذرا بھی سستی نہیں کرتے۔

اور فرمایا:

﴿بَلْ عِبَادٌ مُکْرَمُونَ ٥ لاَ یَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ یَعْمَلُونَ﴾الانبیاء:۲۶،۲۷۔

بلکہ وہ سب اس کے باعزت بندے ہیں۔ وہ کسی بات میں اللہ پر پیش دستی نہیں کرتے، بلکہ اس کے فرمان پر کاربند ہیں۔

اور فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِینَ عِنْدَ رَبِّكَ لاَ یَسْتَکْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَیُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ یَسْجُدُونَ﴾الاعراف:۲۰۶۔

یقیناً جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے، اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس کو سجدہ کرتے ہیں۔

فرشتے اللہ کے غلام ہیں:

فرشتے اللہ تعالیٰ کے غلام اور اس کی عظیم مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں، وہ ادنیٰ عبادت کے بھی حقدار نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ٥ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ﴾ سبا:۴۰،۴۱۔

اور جس دن اللہ تعالیٰ سب کو جمع کر کے فرشتوں سے دریافت فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے، ہمارا ولی تو ہے نہ کہ یہ، بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے، ان میں کے اکثر انہی پر ایمان رکھتے تھے۔

اور فرمایا:

﴿وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ آل عمران:۸۰۔

اور یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ (نبی) تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لینے کا حکم دے، کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا۔

فرشتوں کی تخلیق کی کیفیت:

صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا قَدْ وُصِفَ لَكُمْ"

فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں، اور جنات آگ کے شعلے سے پیدا کئے گئے ہیں، اور آدم اس چیز سے پیدا کئے گئے جو تم کو بتائی جا چکی ہے۔

فرشتوں کی تخلیق کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ پَروں والے ہیں، چنانچہ بعض دو دو پَر والے ہیں، بعض تین تین پَر والے اور بعض چار چار پَر والے، اور بعض اس سے بھی زیادہ پَر والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلائِكَةِ رُسُلاً أُولِي أَجْنِحَةٍ مَثْنَى وَثُلاثَ وَرُبَاعَ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ فاطر:۱۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اور دو دو، تین تین اور چار چار پروں والے فرشتوں کو اپنا پیغمبر (قاصد) بنانے والا ہے، مخلوق میں جو چاہے زیادہ کرتا ہے، یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور صحیح بخاری میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو دیکھا تو ان کے چھ سو (۶۰۰) پَر تھے۔

مختلف شکلیں اختیار کرنے پر فرشتوں کی صلاحیت:

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ خوبصورت اجسام کی شکل اختیار کر سکیں، جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت مریم کے لئے ایک پورے آدمی کی شکل میں ظاہر ہوئے، اور جیسا کہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے سامنے فرشتے معزز مہمانوں کی شکل میں آئے، اور لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل کرنے کے لئے حضرت لوط کے پاس انسانی شکل میں نمودار ہوئے، اور اسی طرح کے دیگر واقعات۔

مشرکین کے اس قول کی تردید کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی تردید فرمائی ہے جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں تصور کرتے ہیں- ظالموں کی بکواس سے اللہ تعالیٰ بہت بلند ہے- چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَانُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ ۝ لاَ يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ۝يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلاَ يَشْفَعُونَ إِلاَّ لِمَنِ ارْتَضَى وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ﴾الانبیاء:۲۶تا۲۸۔

مشرکین کہتے ہیں کہ رحمٰن اولاد والا ہے (یہ بات غلط ہے) اس کی ذات پاک ہے، بلکہ وہ سب (فرشتے) اس کے باعزت بندے ہیں۔ وہ کسی بات میں اللہ پر پیش دستی نہیں کرتے، بلکہ اس کے فرمان پر کاربند ہیں۔ وہ ان کے آگے پیچھے کے تمام امور سے واقف ہے، اور وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز ان کے جن سے اللہ خوش ہو، وہ تو خود ہی ہیبت الٰہی سے لرزاں وترساں رہتے ہیں۔

اور فرمایا:

﴿ فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ۝أَمْ خَلَقْنَا الْمَلاَئِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ ۝ أَلاَ إِنَّهُمْ مِنْ إِفْكِهِمْ

لَيَقُولُونَ ۝ وَلَدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ مُبِينٌ ۝ فَأْتُوا بِكِتَابِكُمْ إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾ الصافات:۱۴۹ تا ۱۵۷۔

ان سے دریافت کیجئے! کیا آپ کے رب کی تو بیٹیاں ہیں اور ان کے بیٹے ہیں۔ یا یہ اس وقت موجود تھے جب ہم نے فرشتوں کو مؤنث پیدا کیا۔ آگاہ رہو! یہ لوگ صرف اپنی افترا پردازی سے کہہ رہے ہیں۔ کہ اللہ کی اولاد ہے، یقیناً یہ محض جھوٹے ہیں۔ کیا اللہ نے اپنے لئے بیٹیوں کو بیٹوں پر ترجیح دی۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے، تم کیسے حکم لگاتے پھرتے ہو۔ کیا تم اس قدر بھی نہیں سمجھتے۔ یا تمہارے پاس اس کی کوئی صاف دلیل ہے۔ تو جاؤ اگر سچے ہو تو اپنی ہی کتاب لے آؤ۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے بارے میں فرمایا:

﴿وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ﴾ الصافات:۱۶۴ تا ۱۶۶۔

(فرشتوں کا قول ہے کہ) ہم میں سے تو ہر ایک کی جگہ مقرر ہے۔ اور ہم تو (اللہ کی بندگی میں) صف بستہ کھڑے ہیں۔ اور ہم اس کی تسبیح بیان کر رہے ہیں۔

جبرئیل علیہ السلام:

فرشتوں میں سے ایک جبرئیل علیہ السلام ہیں، جو وحی پہچانے کے لئے مقرر ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ البقرہ:۹۷۔

اے نبی! آپ کہہ دیجئے کہ جو جبرئیل کا دشمن ہو تو اسی نے اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر پیغام باری تعالیٰ اتارا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو مقام ابطح میں دیکھا تو ان کے چھ سو پَر تھے، ان کی عظیم خلقت نے افق کو بھر رکھا تھا، پھر آپ نے جبرئیل کو معراج کی رات آسمان میں بھی دیکھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى○عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى○عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى﴾ النجم:۱۳تا۱۵۔

آپ نے اسے ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اسی کے پاس جنۃ الماویٰ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو صرف یہی دو بار ان کی اصل صورت میں دیکھا، اس کے علاوہ باقی تمام اوقات میں آپ نے انہیں انسان کی شکل میں اور اکثر وبیشتر دحیہ کلبی -رضی اللہ عنہ- کی شکل میں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ○ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ○ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ○ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ ○ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ﴾ التکویر:۱۹تا۲۳۔

یقیناً یہ ایک بزرگ رسول کا کہا ہوا ہے۔ جو قوت والا اور عرش والے (اللہ) کے نزدیک بلند مرتبہ ہے۔ جس کی آسمانوں میں اطاعت کی جاتی ہے اور امین ہے۔ اور تمہارا ساتھی دیوانہ نہیں ہے۔ اس نے اس (فرشتے) کو آسمان کے کھلے کنارے پر دیکھا بھی ہے۔

میکائیل علیہ السلام:

فرشتوں میں سے ایک میکائیل علیہ السلام ہیں، جو اللہ عزوجل کے حکم سے بارش اتارنے اور اسے ادھر ادھر منتقل کرنے پر مامور ہیں۔

امام احمد نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے فرمایا:

”مَالِي لَم أرَ مِيْكَائِيْلَ ضَاحِكاً قَطُّ؟ فَقَالَ: مَا ضَحِكَ مِيْكَائِيلُ مُنْذُ خُلِقَتِ النَّارُ“

کیا بات ہے کہ میں نے میکائیل کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا؟ جبرئیل نے جواب دیا کہ جب سے جہنم پیدا کی گئی ہے میکائیل کو ہنسی نہیں آئی۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت میکائیل کے بارے میں فرمایا:

﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ﴾ البقرہ:۹۸۔

جو شخص اللہ کا اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہو تو ایسے کافروں کا دشمن خود اللہ ہے۔

اسرافیل علیہ السلام:

فرشتوں میں سے ایک اسرافیل علیہ السلام ہیں، جو صور پھونکنے پر متعین ہیں، اللہ عزوجل کے حکم سے یہ صور میں تین مرتبہ پھونک ماریں گے: نفخہ فزع (گھبراہٹ کا صور) نفخہ صعق (بیہوشی کا صور) اور نفخہ بعث (اللہ رب العالمین کے سامنے پیش ہونے کا صور)

یہی وہ تین فرشتے ہیں جن کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام اللیل کی اس دعا میں تذکرہ فرمایا ہے:

"اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ"

اے اللہ! جبرئیل ، میکائیل اور اسرافیل کے رب، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، غائب اور حاضر کے جاننے والے ، تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان کے اختلافی امور میں فیصلہ فرمانے والا ہے، جس بارے میں اختلاف ہے اس میں مجھے اپنے حکم سے حق کی رہنمائی فرما، یقیناً تو جسے چاہے صراط مستقیم کی رہنمائی فرماتا ہے (صحیح مسلم)

اور سنن نسائی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

"اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ وَمِيكَائِيلَ وَرَبَّ إِسْرَافِيلَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ"

اے اللہ! جبرئیل اور میکائیل کے رب اور اسرافیل کے رب، میں جہنم کی گرمی سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

ملک الموت علیہ السلام:

فرشتوں میں سے ایک ملک الموت (موت کا فرشتہ) علیہ السلام ہیں، جو روح قبض کرنے پر مامور ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ﴾ السجدہ:۱۱۔

کہہ دیجئے کہ تمہیں موت کا فرشتہ وفات دے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے، پھر تم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

محافظ فرشتے علیہم السلام:

فرشتوں میں سے کچھ وہ فرشتے ہیں جو سفر وحضر اور نیند اور بیداری کے جملہ حالات میں انسان کی حفاظت ونگرانی کے لئے مقرر ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿سَوَاءٌ مِنْكُمْ مَنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ○ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لاَ يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلاَ مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ﴾ الرعد:۱۰،۱۱۔

تم میں سے کسی کا اپنی بات کو چھپا کر کہنا اور باآواز بلند کہنا اور جو رات کو چھپا ہوا ہو اور جو دن میں چل رہا ہو، سب اللہ پر برابر ویکساں ہیں۔ اس کے محافظ فرشتے انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی نگرانی کرتے ہیں، کسی قوم کی حالت اللہ نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہے، اور جب اللہ کسی قوم کی سزا کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ بدلا نہیں کرتا اور سوائے اس کے کوئی بھی ان کا کارساز نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد الٰہی ﴿لَهُ مُعَقِّبَاتٌ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انسان کے آگے پیچھے سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، لیکن جب اللہ کی مقرر کردہ تقدیر آپہنچتی ہے تو فرشتے انسان سے ہٹ جاتے ہیں۔

کراماً کاتبین علیہم السلام:

فرشتوں میں سے کچھ کراماً کاتبین فرشتے ہیں، جو بندوں کے اچھے برے تمام اعمال کا ریکارڈ تیار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ○ كِرَامًا كَاتِبِينَ ○ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ﴾ الانفطار: ۱۰ تا ۱۲۔

یقیناً تم پر نگہبان، عزت والے کاتب مقرر ہیں۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں۔

فرشتے انتہائی کثیر تعداد میں ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"إِنَّ الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ فِي السَّمَاءِ، يَدْخُلُهُ-وَفِي رِوَايَةٍ: يُصَلِّي فِيهِ- كُلَّ يَومٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، ثُمَّ لاَ يَعُودُونَ إِلَيهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ"

بیت معمور آسمان میں ہے، اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں-ایک دوسری روایت میں ہے کہ: نماز ادا کرتے ہیں- پھر انہیں دوبارہ اس میں لوٹنے کا موقع نہیں ملتا۔

فرشتوں کے وجود کا منکر کافر ہے:

فرشتوں کے وجود کا انکار کرنے والا باجماع اہل اسلام کافر ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلاَئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِيدًا﴾ النساء: ۱۳۶۔

اور جو شخص اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور قیامت کے دن کا انکار کرے وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

ج: ایمان بالکتب (آسمانی کتابوں پر ایمان لانا):

اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کے ساتھ کتاب نازل فرمائی، جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ الحدید: ۲۵۔

یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (ترازو) نازل فرمایا تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلاَّ الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ البقرہ: ۲۱۳۔

دراصل لوگ ایک ہی گروہ تھے (پھر انہوں نے اختلاف کیا تو) اللہ نے انبیاء کو خوشخبریاں دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ برحق

کتابیں نازل فرمائیں تاکہ لوگوں کے ہر اختلافی امر کا فیصلہ ہو جائے، اور صرف انہی لوگوں نے جنہیں کتاب دی گئی تھی اپنے پاس دلائل آجانے کے بعد آپس کے بغض و عناد کی وجہ سے اس میں اختلاف کیا، اس لئے اللہ نے ایمان والوں کی اس اختلاف میں بھی حق کی طرف اپنی مشیئت سے رہنمائی کی، اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

لہٰذا آسمانی کتابوں پر ہم ایمان رکھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾ البقرہ:۱۳۶۔

کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی، اور جو چیز ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اتاری گئی، اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیاء (علیہم السلام) دیئے گئے، ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔

اور یہ ارشاد بھی ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِيدًا ﴾النساء:۱۳۶۔

اے ایمان والو! اللہ پر، اس کے رسول پر، اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں ایمان لاؤ، اور جو شخص اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور قیامت کے دن کا انکار کرے وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

اور یہ ارشاد بھی ہے:

﴿ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ ﴾الشوریٰ:۱۵۔

اور کہہ دیں کہ اللہ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میرا ان پر ایمان ہے۔

اور یہ ارشاد بھی ہے:

﴿ الم ٥ ذَلِكَ الْكِتَابُ لاَ رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ ٥ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلاَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ٥ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴾البقرہ:۱ تا ۴۔

الم۔ اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں، پرہیز گاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔ جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا ہے اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا، اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

آسمانی کتابیں اللہ کا کلام ہیں:

ہمارا ایمان ہے کہ آسمانی کتابیں اللہ عزوجل کا کلام ہیں، کسی دوسرے کا کلام نہیں، اللہ تعالیٰ نے جس طرح اور جس انداز سے چاہا اس کلام کے ساتھ حقیقت میں گفتگو فرمائی ہے۔

اللہ کے کلام کی دو قسمیں ہیں، ایک کلام وہ ہے جو بغیر کسی واسطہ کے پردہ کے پیچھے سے اللہ سے سنا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے کسی واسطہ کے بغیر ہم کلام ہوا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ﴾ الاعراف: ۱۴۳۔

اور جب موسیٰ ہمارے وقت پر آئے اور ان کے رب نے ان سے باتیں کیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿قَالَ يَامُوسَى إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي﴾ الاعراف: ۱۴۴۔

ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! میں نے پیغمبری اور ہمکلامی سے اور لوگوں پر تم کو امتیاز بخشا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کلام کی دوسری قسم وہ ہے جسے اللہ اپنے رسول ملکی (فرشتے) کو سناتا ہے اور اسے رسول بشری تک پہنچانے کا حکم دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلاَّ وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولاً فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴾ الشوریٰ:۵۱۔

کسی بندے کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردہ کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے، بیشک وہ برتر اور حکمت والا ہے۔

آسمانی کتب میں نازل شدہ شریعتوں پر ایمان:

آسمانی کتابوں پر ایمان لانے میں یہ بات شامل ہے کہ ان میں نازل شدہ شریعتوں پر ایمان رکھا جائے اور یہ تسلیم کیا جائے کہ جن امتوں کی طرف یہ کتابیں نازل ہوئی تھیں ان پر ان کے اندر موجود احکام کا ماننا اور ان کے مطابق فیصلے کرنا واجب تھا۔

نیز آسمانی کتابیں باہم ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں، تکذیب نہیں کرتیں۔

اسی طرح سابقہ کتابوں میں سے بعض کا بعض کے ذریعہ منسوخ ہو جانا برحق ہے، جیسا کہ تورات کے بعض احکام انجیل کے ذریعہ منسوخ قرار پائے، اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ﴾ آل عمران:۵۰۔

اور میں تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں جو میرے سامنے ہے اور میں اس لئے آیا ہوں کہ تمہارے لئے بعض وہ چیزیں حلال کروں جو تم پر حرام کردی گئی ہیں۔

اور جیسا کہ قرآن کریم نے سابقہ تمام آسمانی کتابوں کو منسوخ ٹھہرادیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ﴾ المائدہ:۴۸۔

یہ قرآن اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور ان کا حاکم ہے۔

اور فرمایا:

﴿وَمَا هُوَ إِلاَّ ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ﴾ القلم:۵۲۔

یہ قرآن تو تمام جہان والوں کے لئے سراسر نصیحت ہے۔

اللہ کی نازل کردہ آسمانی کتابوں میں سے جن کا اجمالی تذکرہ ہے ان پر مجمل ایمان رکھنا اور جن کا تفصیلی تذکرہ ہے ان پر مفصل ایمان رکھنا واجب ہے۔

آسمانی کتابوں کے نام:

اللہ تعالیٰ نے بعض آسمانی کتابوں کو وضاحت سے بیان کردیا ہے، چنانچہ تورات

کا نام لیا ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، انجیل کا نام لیا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، زبور کا نام لیا ہے جو داود علیہ السلام پر نازل ہوئی اور قرآن کا نام لیا ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، اس کے علاوہ اللہ نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام کے صحیفوں کا تذکرہ فرمایا ہے، لہٰذا ان کتابوں پر ہم اسی تفصیل کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔

ان کتابوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی کتابوں کا اجمالی تذکرہ فرمایا ہے اور ان کے نام نہیں بتائے ہیں، ہم ان کتابوں پر بھی اسی اجمال کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ﴾ الشوریٰ:۱۵۔

اور کہہ دیں کہ اللہ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میرا ان پر ایمان ہے۔

قرآن کریم کے اوصاف:

قرآن کریم جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا، یہ آخری آسمانی کتاب ہے، اب اس کے بعد کوئی کتاب نازل ہونے والی نہیں۔

قرآن کریم تمام سابقہ آسمانی کتب کا ناسخ اور ثقلین یعنی تمام انس وجن کے لئے عام ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا هُوَ إِلاَّ ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ﴾ القلم:۵۲۔

یہ قرآن تو تمام جہان والوں کے لئے سراسر نصیحت ہے۔

قرآن کریم لوگوں کی تمام دینی و دنیاوی ضروریات کو شامل بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ المائدہ:۳۔

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا، پس جو شخص شدت کی بھوک میں (حرام کھانے پر) مجبور ہو جائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ معاف کرنے والا اور بہت بڑا مہربان ہے۔

اس کے ساتھ ہی قرآن کریم معجزہ بھی ہے، کسی کے پاس اس جیسا کلام لانے کی طاقت نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لاَ يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾ الاسراء:۸۸۔

کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان سب کے لئے اس کے مثل لانا ممکن نہیں، گو وہ آپس میں ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔

اور فرمایا:

﴿لا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلاَ مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾ حم السجدہ:۴۲۔

اس کے پاس باطل پھٹک بھی نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے، یہ حکمتوں والے تعریف کئے گئے اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کمی بیشی سے محفوظ بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ الحجر:۹۔

یقیناً ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

د: ایمان بالرسل (رسولوں پر ایمان لانا):

رسولوں پر ایمان لانا اس بات کا پختہ اقرار کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں رسول بھیجے جو انہیں اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرنے اور اللہ کے علاوہ پوجی جانے والی ہر چیز کا انکار کرنے کی دعوت دیتے تھے۔

اور اس بات کا اقرار کہ سارے کے سارے رسول سچے، نیک، پرہیزگار، متقی، بزرگ، معزز، امین، رہنمائی کرنے والے اور ہدایت یافتہ تھے، اور انہوں نے اللہ کے تمام پیغامات کی کماحقہ تبلیغ فرمادی ہے۔

اور اس بات کا اقرار کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کو اپنا خلیل بنایا، موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا، ادریس علیہ السلام کو بلند مقام عطا کیا، اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کے کلمہ (کن سے پیدا شدہ) ہیں جسے اللہ نے مریم کی طرف ڈال دیا تھا اور اس کی طرف سے روح ہیں۔

اور اس بات کا اقرار کہ اللہ نے بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت و برتری بخشی ہے اور بعض کو بعض سے اونچا مقام و مرتبہ عطا کیا ہے، اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اولاد آدم کے سردار ہوں گے، اور یہ بات آپ نے اظہار فخر کے لئے نہیں بتلائی۔

اصول دین میں تمام رسولوں کی دعوت ایک ہے:

ایمان بالرسل میں اس بات کا اقرار بھی شامل ہے کہ اصول دین کے بارے میں پہلے رسول سے لیکر آخری رسول تک تمام رسولوں کی دعوت ایک ہی رہی ہے، اور وہ ہے توحید الوہیت، توحید ربوبیت اور توحید اسماء و صفات کی دعوت، اللہ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الإِسْلاَمُ﴾ آل عمران:١٩۔

بیشک اللہ کے نزدیک (پسندیدہ) دین اسلام ہی ہے۔

اور فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلاَمِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ آل عمران:٨٥۔

اور جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا۔

اور نوح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ یونس:۷۲۔

مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے رہوں۔

اور موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿ يَاقَوْمِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ﴾ یونس:۸۴۔

(انہوں نے کہا) اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر توکل کرو اگر تم مسلمان ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کے بارے میں بلقیس کا قول ذکر فرمایا:

﴿رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ النمل:۴۴۔

میرے پروردگار! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا، اب میں سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی مطیع و فرمانبردار بنتی ہوں۔

اور فرمایا:

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلاَ تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ﴾ الشوریٰ: ۱۳۔

اللہ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کر دیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا، اور جو بذریعہ وحی ہم نے تیری طرف بھیج دیا ہے، اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو دیا تھا، کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا، جس چیز کی طرف آپ انہیں بلا رہے ہیں وہ ان مشرکین پر گراں گزرتی ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بناتا ہے، اور جو بھی اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔

انبیاء و رسل کی تعداد:

رسولوں کی تعداد تین سو پندرہ (۳۱۵) ہے، اور انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) ہے، یہ بات حضرت ابو امامہ اور انس رضی اللہ عنہما سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ثابت ہے۔

نبی اور رسول کے درمیان فرق:

نبی اور رسول کے درمیان فرق یہ ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ خبر دے اور وہ اللہ کی دی ہوئی خبر سے لوگوں کو آگاہ کرے۔ اور اس کے ساتھ ہی اگر اسے

اللہ کے حکم کی مخالفت کرنے والی کسی قوم کی طرف مبعوث کردیا گیا تاکہ انہیں اللہ کا پیغام پہنچائے، تووہ رسول ہے۔

اور جو شخص سابقہ شریعت پر عمل پیرا ہو اور اسے اللہ کی طرف سے کوئی پیغام پہنچانے کے لئے کسی قوم کی جانب مبعوث نہ کیا گیا ہو، تووہ نبی ہے، رسول نہیں۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: صرف نبی وہ شخص ہوتا ہے جس سے کلام کیا جاتا ہو اور اس پر احکام نازل ہوتے ہوں، لیکن اسے کسی قوم کی طرف بھیجا نہ گیا ہو۔ لہٰذا ہر رسول نبی ہے، اور ہر نبی رسول نہیں۔

انبیاء و رسل کے نام:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں کچھ انبیاء و رسل کے نام بتائے ہیں، جیسے آدم، نوح، ادریس، ہود، صالح، ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، یوسف، لوط، شعیب، یونس، موسیٰ، ہارون، الیاس، زکریا، یحییٰ، الیسع، ذوالکفل، داود، سلیمان، ایوب، اسباط کا بشکل مجموعی تذکرہ، اور عیسیٰ و محمد صلی اللہ وسلم علیہم اجمعین۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء و رسل کے کچھ واقعات اور خبریں ذکر کردی ہیں جو ہمارے لئے کافی اور باعث عبرت و نصیحت ہیں:

﴿ وَرُسُلاً قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلاً لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا ﴾ النساء:۱۶۴۔

اور آپ سے پہلے کے بہت سے رسولوں کے واقعات ہم نے آپ سے بیان

کئے ہیں اور بہت سے رسولوں کے نہیں بھی کئے، اور موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر کلام فرمایا۔

لہٰذا جن کے بارے میں اللہ نے تفصیل سے بیان فرمایا ان پر تفصیل کے ساتھ اور جن کے بارے میں مجمل بیان فرمایا ان پر اجمال کے ساتھ ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں۔

انبیاء ورسل بشر اور اللہ کے بندے ہیں:

ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ تمام انبیاء ورسل بشر اور مخلوق ہیں، خصائص ربوبیت میں سے انہیں ادنیٰ چیز کا بھی اختیار نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا وَلاَ يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾ الکہف: ١١٠۔

آپ کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا ہی ایک انسان ہوں (ہاں) میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائے۔

اور فرمایا:

﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلاَّ بَشَرٌ مِثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَأْتِيَكُمْ

بِسُلْطَانٍ إِلاَّ بِإِذْنِ اللَّهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾
ابراہیم:۱۱۔

ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا کہ یہ تو سچ ہے کہ ہم تم جیسے ہی انسان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے، اللہ کے حکم کے بغیر ہماری مجال نہیں کہ ہم کوئی معجزہ تمہیں لا دکھائیں، اور ایمان والوں کو صرف اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

اور فرمایا:

﴿وَما أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلاَّ إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الأَسْوَاقِ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا﴾ الفرقان:۲۰۔

ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب کے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے، اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کو دوسرے کی آزمائش کا ذریعہ بنادیا، کیا تم صبر کروگے ؟اور آپ کا رب سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

اور فرمایا:

﴿ قُلْ لاَ أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلاَ أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلاَ أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلاَّ مَا يُوحَى إِلَيَّ قُلْ هَلْ

يَسْتَوِي الأَعْمَى وَالْبَصِيرُ أَفَلاَ تَتَفَكَّرُونَ﴾الانعام:۵۰۔

آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع کرتا ہوں، آپ کہئے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتے ہیں، کیا تم غور نہیں کرتے؟

اور فرمایا:

﴿لاَ أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلاَ ضَرًّا إِلاَّ مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لاَسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلاَّ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾الاعراف:۱۸۸۔

آپ فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذات کے لئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا، مگر اتنا ہی جتنا اللہ نے چاہا ہو، اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا، میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔

اسی طرح ہم یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ انبیاء و رسل اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں جنہیں اللہ نے رسالت سے سرفراز فرمایا ہے اور ان کے اعلیٰ ترین مقام اور مدح و ثنا کے موقع پر انہیں عبودیت سے متصف کیا ہے۔

ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں:

ہم یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر سلسلۂ رسالت کو ختم فرمادیا ہے اور آپ کو سارے جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا ہے، جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ الاعراف:۱۵۸۔

(اے پیغمبر!) آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلاَّ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾ الانبیاء:۱۰۷۔

ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اور فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلاَّ كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لاَ يَعْلَمُونَ﴾ سبا:۲۸۔

ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ اس نے تمام نبیوں سے یہ عہد لیا ہے کہ

اگرانہیں ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ملے تو وہ آپ کا اتباع کریں، اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام رسالتوں کو ختم کرنے والی اور ہر سابقہ رسالت کی ناسخ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ٥ فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ آل عمران:۸۱، ۸۲۔

جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب و حکمت دوں، پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے تو تمہارے لئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے، فرمایا کیا تم اس کے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا کہ ہمیں اقرار ہے، فرمایا تو اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ پس اس کے بعد بھی جو پلٹ جائیں وہ یقیناً پورے نافرمان ہیں۔

انبیاء کی زبانی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت:

انبیاء و رسل علیہم الصلاۃ والسلام نے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی بشارت دی تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَابَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴾ الصّف:٦۔

اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا کہ اے (میری قوم) بنی اسرائیل! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی میں تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی خوشخبری سنانے والا ہوں جن کا نام احمد ہے، پھر جب وہ ان کے پاس کھلی دلیلیں لیکر آئے تو یہ کہنے لگے کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

اور فرمایا:

﴿ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ○ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ ﴾ الاعراف:۱۵۶، ۱۵۷۔

اور ہم لوگوں کے لئے دنیا میں بھی نیک حالی لکھ دے اور آخرت میں بھی، ہم تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں، اللہ نے فرمایا کہ میں جس پر چاہتا ہوں

اپنا عذاب واقع کرتا ہوں اور میری رحمت تمام اشیاء پر محیط ہے، تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو مجھ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لاَ يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ يَهُودِيٌّ أَوْ نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِيْ أُرْسِلْتُ إِلاَّ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ"

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اس امت کا کوئی بھی فرد خواہ یہودی ہو یا نصرانی، میرے بارے میں سن لے، پھر میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائے بغیر مر جائے، تو وہ جہنمی ہو گا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تکذیب کرنے والا کافر ہے:

جس شخص نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے تمام لوگوں کے لئے عام ہونے کی تکذیب کی اس نے تمام رسولوں کا انکار کر دیا، یہاں تک کہ وہ اپنے اس رسول کا بھی منکر ہو گیا جس کے بارے میں اس کا گمان ہے کہ وہ اس پر ایمان رکھتا اور اس کا اتباع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ﴾ الشعراء:۱۰۵۔
قوم نوح نے نبیوں کو جھٹلایا۔

چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کو تمام انبیاء و رسل کی تکذیب کرنے والا قرار دیا، حالانکہ نوح علیہ السلام سے پہلے کوئی رسول آیا ہی نہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا مدعی کافر ہے:

ہمارا ایمان ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی نہیں، لہٰذا آپ کے بعد جس نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ کافر ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَـٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ الاحزاب:۴۰۔
(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فُضِّلْتُ عَلَى الأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِي الأَرْضُ مَسْجِداً وَطَهُورًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ"

انبیاء پر مجھے چھ چیزوں میں برتری عطا کی گئی ہے: مجھے جامع کلمات سے نوازا گیا، رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی، میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا،

پوری روئے زمین میرے لئے سجدہ گاہ اور طہارت کا ذریعہ بنائی گئی، میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت کا خاتمہ ہوا۔

کسی بھی نبی اور رسول کا منکر کافر ہے:

جس شخص نے انبیاء و رسل میں سے کسی ایک کی تکذیب کی وہ باجماع مسلمین کافر ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلاً ○ أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ○ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾

النساء:۱۵۰تا۱۵۲۔

جو لوگ اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ بعض نبیوں پر تو ہمارا ایمان ہے اور بعض پر نہیں، اور چاہتے ہیں کہ اِس کے بین بین کوئی راہ نکالیں۔ یہی لوگ اصلی کافر ہیں، اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے،

یہی لوگ ہیں جنہیں اللہ پورا ثواب دے گا، اور اللہ بڑی مغفرت والا، بڑی رحمت والا ہے۔

و: ایمان بالیوم الآخر (یوم آخرت پر ایمان لانا):

یوم آخرت سے مراد قیامت کا دن ہے، اہل سنت قیامت کے دن پر اور اس کے اندر پیش آنے والے امور اور اس کی ہولناکیوں پر ایمان رکھتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَبِالآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ﴾ البقرہ:۴۔

اور وہ (پرہیز گار لوگ) آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

اور فرمایا:

﴿اللَّهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لاَ رَيْبَ فِيهِ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا﴾ النساء:۸۷۔

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ تم سب کو یقیناً قیامت کے دن جمع کرے گا جس کے آنے میں کوئی شک نہیں، اور اللہ سے زیادہ سچی بات والا اور کون ہو گا۔

اور فرمایا:

﴿وَإِنَّ السَّاعَةَ لآتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ﴾ الحجر:۸۵۔

اور قیامت ضرور آنے والی ہے، پس تو حسن وخوبی سے در گزر کر لے۔

حشر ونشر:

یوم آخرت پر ایمان لانے میں بعث پر ایمان لانا بھی ضروری ہے، بعث سے مراد زندہ کر کے دوبارہ اٹھایا جانا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ إِلاَّ مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ﴾ الزمر:٦٨۔

اور صور پھونک دیا جائے گا پس آسمانوں اور زمین والے سب بیہوش ہو کر گر پڑیں گے، مگر جسے اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا پس وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔

اور فرمایا:

﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ الانبیاء:١٠٤۔

جیسے ہم نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ کریں گے، یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے اور ہم اسے ضرور کر کے ہی رہیں گے۔

نامۂ اعمال:

یوم آخرت پر ایمان لانے میں نامۂ اعمال پر ایمان لانا بھی ہے کہ بعض کو ان کا نامۂ عمل ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور بعض کو پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں تھما دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ ٥ إِنِّي ظَنَنتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ ٥ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ٥ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ٥ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ٥ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ٥ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَالَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ٥ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ٥ يَالَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ٥ مَا أَغْنَى عَنِّي مَالِيَهْ ٥ هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ ٥ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ٥ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ٥ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ٥ إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ٥ وَلَا يَحُضُّ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ٥ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ ٥ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ٥ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ﴾ الحاقہ:۱۹تا۳۷۔

سو جسے اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے کہ لو میرا نامۂ اعمال پڑھو۔ مجھے تو کامل یقین تھا کہ مجھے اپنا حساب ملنا ہے۔ پس وہ ایک دل پسند زندگی میں ہو گا۔ بلند و بالا جنت میں۔ جس کے میوے جھکے پڑے ہوں گے۔ (ان سے کہا جائے گا کہ) مزے سے کھاؤ پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزشتہ زمانے میں کیے۔ لیکن جسے اس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا کہ کاش مجھے میری کتاب دی ہی نہ جاتی۔ اور میں جانتا ہی نہ کہ حساب کیا ہے۔ کاش کہ موت میرا کام ہی تمام

کر دیتی۔ میرے مال نے بھی مجھے کچھ نفع نہ دیا۔ میرا غلبہ بھی مجھ سے جاتا رہا۔ (حکم ہو گا کہ) اسے پکڑ لو پھر اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے جہنم میں ڈال دو۔ بیشک یہ اللہ عظمت والے پر ایمان نہ رکھتا تھا۔ اور مسکین کے کھلانے پر رغبت نہ دلاتا تھا۔ پس آج اس کا نہ کوئی دوست ہے۔ اور نہ سوائے پیپ کے اس کی کوئی غذا ہے۔ جسے گنہگاروں کے سوا کوئی نہیں کھائے گا۔

میزان عمل:

یوم آخرت پر ایمان لانے میں اس بات پر ایمان لانا بھی ہے کہ قیامت کے دن میزان نصب ہوں گے اور کسی پر ذرہ برابر ظلم نہ ہو گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ المومنون: ۱۰۲۔

پس جن کے ترازو کا پلہ بھاری ہو گیا وہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے۔

شفاعت:

یوم آخرت پر ایمان لانے میں میدان محشر میں شفاعت پر ایمان لانا بھی ہے، شفاعت کی کئی قسمیں ہیں:

۱- شفاعت کبریٰ: اس سے وہ شفاعت مراد ہے جو میدان محشر میں لوگوں کے درمیان حساب وکتاب شروع کروانے کے لئے ہو گی، اور یہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے۔

۲- اہل جنت کے لئے جنت کا دروازہ کھولنے کی شفاعت: یہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے۔

۳- جو لوگ عذاب کے مستحق ہو چکے ہوں گے ان کے عذاب میں تخفیف کرنے کی شفاعت: یہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے، چنانچہ آپ اپنے چچا ابو طالب کے لئے جہنم میں ان کے عذاب میں تخفیف کرنے کی شفاعت فرمائیں گے، کیونکہ دنیا میں ابو طالب آپ کی حمایت کرتے اور آپ کے لئے دوسروں سے ناراضگی مول لیتے تھے۔

۴- کچھ اہل جنت کے لئے رفع درجات کی شفاعت: کہا جاتا ہے کہ یہ بھی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آپ کے لئے خاص نہیں ہے۔

۵- اہل کبائر کے لئے شفاعت: یعنی وہ موحد گنہگار جو اپنے گناہوں کے سبب جہنم میں جا چکے ہوں گے ان کو جہنم سے نکالنے کی شفاعت، یہ شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرمائیں گے اور آپ کے علاوہ دیگر انبیاء و رسل، ملائکہ، صالحین اور شہداء بھی کریں گے۔

اس کے علاوہ قرآن کریم اور روزہ بھی اپنے اپنے لوگوں کے لئے قیامت کے دن شفاعت کریں گے، اسی طرح مومنوں کی اولاد بھی اپنے والدین کے لئے شفاعت کرے گی۔

حوض کوثر:

یوم آخرت پر ایمان لانے میں ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض "حوض کوثر" پر ایمان لانا بھی شامل ہے، جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد

سے زیادہ شیریں ہوگا اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ عمدہ ہوگی، جسے اس حوض کا ایک گھونٹ پانی بھی نصیب ہوگیا اسے پھر کبھی پیاس محسوس نہ ہوگی۔

پل صراط:

یوم آخرت پر ایمان لانے میں پل صراط پر ایمان لانا بھی شامل ہے، جو جہنم کے اوپر نصب ہوگا اور لوگ اس کے اوپر سے اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے گزریں گے، چنانچہ سب سے پہلا گروہ بجلی کی رفتار سے گزر جائے گا، دوسرا ہوا کی رفتار سے، پھر پرندے کی رفتار سے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط پر کھڑے ہوکر "یَا رَبِّ! سَلِّمْ، سَلِّمْ" (یعنی اے میرے رب! میرے امتیوں کو بچا، میرے امتیوں کو بچا) پکار رہے ہوں گے، یہاں تک کہ بندوں کے اعمال کی کوتاہی ظاہر ہو جائے گی، چنانچہ ایسا شخص بھی آئے گا جس کے اندر چلنے کی طاقت نہیں ہوگی اور وہ سرین کے بل گھسٹ رہا ہوگا، پل صراط کے دونوں کناروں پر لوہے کے آنکڑے لگے ہوں گے اور اس بات کے پابند ہوں گے کہ جن کے بارے میں حکم ہوا سے اچک لیں، چنانچہ کچھ لوگ تو خراش زدہ ہو کر بچ جائیں گے اور کچھ لوگوں کو کھینچ کر جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔

قیامت کے دن کی جو خبریں اور ہولناکیاں کتاب وسنت میں بیان ہوئی ہیں ہم ان سب پر ایمان رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان ہولناکیوں سے پناہ میں رکھے۔

ز-ایمان بالقدر (بھلی بری تقدیر پر ایمان لانا):

تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب اس بات کی تصدیق اور پختہ اقرار ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے تمام مخلوق کی تقدیریں مقرر کی ہیں، اور اللہ نے جو چاہا وہ ہوا اور جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴾ القمر:۴۹۔

بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک مقررہ اندازے پر پیدا کیا ہے۔

اور فرمایا:

﴿ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ﴾ الاحزاب:۳۸۔

اور اللہ کے کام اندازے پر مقرر کئے ہوئے ہیں۔

تقدیر کے چار مراتب:

۱- پہلا مرتبہ علم ہے، چنانچہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے، اسے اس بات کا ازلی اور ابدی علم ہے کہ کیا چیز واقع ہو چکی ہے، کیا واقع ہو گی اور کیسے واقع ہو گی، ایسا نہیں کہ اسے کوئی بات معلوم نہ تھی پھر اسے اس کا علم ہو گیا، اور نہ ہی علم کے بعد اسے نسیان لاحق ہوتا ہے۔

۲- دوسرا مرتبہ کتابت ہے، ہمارا ایمان ہے کہ قیامت تک وجود میں آنے والی ہر چیز کو اللہ نے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے، جیسا کہ فرمایا:

﴿ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴾ الحج:۷۰۔

کیا آپ نے نہیں جانا کہ آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے، یہ سب لکھی ہوئی کتاب میں محفوظ ہے، اللہ پر یہ امر بالکل آسان ہے۔

اور فرمایا:

﴿قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الأُولَى ٥ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لاَ يَضِلُّ رَبِّي وَلاَ يَنسَى﴾ طہ:۵۱،۵۲۔

(فرعون نے) کہا اچھا یہ تو بتاؤ کہ اگلے زمانے والوں کا حال کیا ہونا ہے؟ (موسیٰ نے) جواب دیا کہ ان کا علم میرے رب کے پاس کتاب میں موجود ہے، نہ تو میرا رب غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے۔

اور فرمایا:

﴿وَكُلَّ شَيْءٍ أحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ﴾ یس:۱۲۔

ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر رکھا ہے۔

تقدیر کے اس دوسرے مرتبہ یعنی کتابت میں درج ذیل امور شامل ہیں:

-تقدیر ازلی: جس کا تعلق آسمان وزمین کی تخلیق کے پہلے سے ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلاَّ مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا﴾ التوبہ:۵۱۔

آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کے کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی۔

-میثاق کا لکھنا: جس کا تعلق ﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ کے دن سے ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى.....﴾ الاعراف:۱۷۲۔

اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے انہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں......۔

-تقدیر عمری: جس کا تعلق رحم میں نطفہ کی تخلیق کے وقت سے ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو لوتھڑے میں روح پھونکتا ہے اور اسے چار باتوں کے لکھنے کا حکم ہوتا ہے: اس کا رزق، اس کی زندگی، اس کا عمل اور وہ بدبخت ہو گا یا نیک بخت۔

-تقدیر حولی: جو شب قدر میں لکھی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾ الدخان:۴۔

اس رات ہر باحکمت کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ شب قدر میں ام الکتاب سے وہ باتیں لکھی جاتی ہیں جو آئندہ سال پیش آنے والی ہوتی ہیں، مثلاً موت، زندگی، روزی اور بارش، یہاں تک کہ حجاج بھی، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اس سال فلاں حج کرے گا اور فلاں حج کرے گا۔

-تقدیر یومی: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ الرحمٰن:۲۹۔

ہر روز وہ ایک شان میں ہے۔

تقدیر یومی دراصل تقدیر حولی کی تفصیل ہے، اور تقدیر حولی اس تقدیر عمری کی تفصیل ہے جو نطفہ کی تخلیق کے وقت لکھی جاتی ہے، اور تقدیر عمری اس اولین تقدیر عمری کی تفصیل ہے جو میثاق کے دن لکھی گئی ہے، اور تقدیر عمری اول اس تقدیر ازلی کی تفصیل ہے جسے قلم نے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے، اور لوح محفوظ اللہ عزوجل کے علم کا ایک حصہ ہے، اسی طرح منتہائے تقادیر بھی اللہ عزوجل کے علم میں ہے، لہٰذا تقدیر کی ابتدا بھی اللہ کے علم سے ہوتی ہے اور اس کی انتہا بھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنَّ إِلَى رَبِّكَ الْمُنْتَهَى﴾ النجم:۴۲۔

اور آپ کے رب ہی کی طرف منتہٰی (پہنچنا) ہے۔

۳- تیسرا مرتبہ مشیئت ہے، ہمارا ایمان ہے کہ آسمان وزمین کی ہر شئے اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے وجود میں آئی ہے، اس کی مشیئت کے بغیر کوئی شئے وجود پذیر نہیں ہو سکتی، اس نے جو چاہا وہ ہوا، اور جو نہیں چاہا نہیں ہوا، اس کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ یس:۸۲۔

وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرما دینا کافی ہے کہ ہو جا، وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا﴾البقرہ:۲۵۳۔

اور اگر اللہ چاہتا تو یہ آپس میں نہ لڑتے۔

اور فرمایا:

﴿وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَى﴾الانعام:۳۵۔

اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو راہ راست پر جمع کر دیتا۔

اور فرمایا:

﴿ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً﴾ہود:۱۱۸۔

اور اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی گروہ بنا دیتا۔

اور فرمایا:

﴿وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي.....﴾السجدہ:۱۳۔

اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت نصیب فرما دیتے، لیکن میری یہ بات بالکل حق ہو چکی ہے (کہ میں ضرور ضرور جہنم کو انسانوں اور جنوں سے پر کر دوں گا)

اور فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلاَ فِي الأَرْضِ.....﴾ فاطر:۴۴۔

اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز اس کو ہرادے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔

۴-چوتھا مرتبہ خلق (پیدا کرنا) ہے، اللہ تعالیٰ ہی ہر عامل اور اس کے عمل کا، ہر متحرک اور اس کی حرکت کا اور ہر ساکن شئے اور اس کے سکون کا خالق ہے، جیسا کہ فرمایا:

﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ الصافات:۹۶۔

اللہ ہی نے تمہیں اور تمہارے ہر عمل کو پیدا کیا ہے۔

اور فرمایا:

﴿اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ﴾ الزمر:۶۲۔

اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔

بندوں کے افعال:

مذکورہ امور کے ساتھ ہی ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ بندوں کو اپنے اعمال پر قدرت حاصل ہے اور ان کی اپنی مشیت اور ارادہ ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ان کا، ان کی مشیت وقدرت کا اور ان کے اقوال وافعال کا خالق ہے، اور ان سے جو اقوال وافعال صادر ہوتے ہیں ان کی طرف ان کی نسبت حقیقی ہوتی ہے، اور انہی پر ان کو ثواب یا عذاب دیا جاتا ہے۔

بندے انہی افعال پر قدرت رکھتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ انہیں قادر بناتا ہے، اور ان کی مشیت بھی اللہ کی مشیت کے تابع ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَى رَبِّهِ سَبِيلاً ○ وَمَا تَشَاءُونَ إِلاَّ أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾ الدہر:۲۹،۳۰۔

یقیناً یہ ایک نصیحت ہے، پس جو چاہے اپنے رب کی راہ لے لے۔ اور تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے، بیشک اللہ علم والا، حکمت والا ہے۔

اور فرمایا:

﴿ إِنْ هُوَ إِلاَّ ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ○ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ ○ وَمَا تَشَاءُونَ إِلاَّ أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ التکویر:۲۷تا۲۹۔

یہ (قرآن) تو تمام جہان والوں کے لئے نصیحت ہے۔ (بالخصوص) اس کے لئے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے۔ اور تم بغیر پروردگار عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے۔

اور فرمایا:

﴿ لاَ يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلاَّ وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ البقرہ:۲۸۶۔

اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لئے ہے اور جو برائی کرے وہ اس پر ہے۔

اور فرمایا:

﴿وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾
الزخرف:۷۲۔

یہی وہ جنت ہے کہ تم اپنے اعمال کے سبب اس کے وارث بنائے گئے ہو۔

اور فرمایا:

﴿وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾السجدہ:۱۴۔

اور اپنے کئے ہوئے اعمال کے سبب ابدی عذاب کا مزہ چکھو۔

اور فرمایا:

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَه ○ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَه﴾الزلزال:۷،۸۔

پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوئی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

سابقہ تقدیر عمل سے مانع نہیں:

ہم یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ سابقہ تقدیر عمل سے مانع نہیں، نہ ہی بھروسہ کر کے بیٹھ رہنے کی موجب ہے، یہی وجہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو یہ بتایا کہ تقدیر لکھی جا چکی ہے اور وہ جاری وساری ہے اور تقدیر کا قلم خشک ہو چکا ہے، تو صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ پھر کیوں نہ ہم اپنی تقدیر پر بھروسہ کر لیں اور عمل کرنا ترک کر دیں؟ آپ نے فرمایا:

"لاَ، اعْمَلُوا، فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ"
نہیں، عمل کرتے رہو، ہر ایک کے لئے اس کا عمل آسان کر دیا گیا ہے۔
اس کے بعد آپ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی:
﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ٥ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ٥ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى ٥ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى ٥ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى ٥ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى﴾ اللیل:۵ تا ۱۰۔

جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور (اللہ سے) ڈرتا رہا۔ اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہا۔ تو ہم بھی اس کو آسان راستے کی سہولت دیں گے۔ لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پرواہی برتی۔ اور نیک بات کی تکذیب کی۔ تو ہم بھی اس کی تنگی و مشکل کے سامان میسر کر دیں گے۔

غرضیکہ تقدیر کے کچھ اسباب ہیں جن کے ذریعہ اس تک رسائی ہوتی ہے، جس طرح نکاح بچہ کی پیدائش کا اور کھیتی غلے کے وجود کا سبب ہے، اسی طرح عمل صالح دخولِ جنت کا اور عمل بد جہنم میں جانے کا سبب ہے۔

ایمان کے بارے میں صحیح اعتقاد

اہل سنت کے اعتقاد میں یہ بھی ہے کہ ایمان: زبان کے اقرار، دل کے اعتقاد اور اعضاء وجوارح کے عمل کا نام ہے، یعنی زبان سے کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کا اقرار کرے، دل میں کلمہ توحید کی صداقت کا پختہ یقین رکھے اور اعضاء وجوارح سے اس کے تقاضوں پر عمل کرے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: (صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا اور جن علماء کا ہم نے زمانہ پایا ان سب کا اجماع تھا اور وہ یہ کہتے تھے کہ ایمان: قول، عمل اور نیت کا مجموعہ ہے، مذکورہ تینوں امور میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر کافی نہیں) اس قول کو امام لالکائی نے اپنی کتاب "السنۃ" میں ذکر کیا ہے۔

ایمان کا کم وبیش ہونا:

ایمان اطاعت سے بڑھتا اور معصیت سے گھٹتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا﴾ آل عمران: ۱۷۳۔

وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لئے ہیں، تم ان سے خوف کھاؤ، تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا۔

اور فرمایا:

﴿ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَاناً وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾ الانفال:۲۔

اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

اور فرمایا:

﴿وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ﴾ التوبہ:۱۲۴۔

اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو زیادہ کیا ہے، سو جو لوگ ایمان والے ہیں اس سورت نے ان کے ایمان کو زیادہ کیا ہے اور وہ خوش ہو رہے ہیں۔

اور فرمایا:

﴿وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلاَّ إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا﴾ الاحزاب:۲۲۔

اور جب ایمان والوں نے کفار کے لشکروں کو دیکھا تو بے ساختہ کہہ اٹھے کہ انہی کا وعدہ ہمیں اللہ نے اور اس کے رسول نے دیا تھا، اور اللہ اور اس کے

رسول نے سچ فرمایا، اور اس چیز نے ان کے ایمان میں اور شیوۂ فرمانبرداری میں اور اضافہ کردیا۔

اور فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ﴾ الفتح: ۴۔

وہی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون واطمینان ڈال دیا تاکہ اپنے ایمان کے ساتھ ہی ساتھ اور بھی ایمان میں بڑھ جائیں۔

اور فرمایا:

﴿وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا﴾ المدثر: ۳۱۔

اور ایمان والے ایمان میں بڑھ جائیں۔

اور صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو وعظ و نصیحت کی اور فرمایا:

"مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ"

میں نے تم عورتوں سے بڑھ کر عقل اور دین کی ناقص اور ہوشیار آدمی کی عقل کو اڑا دینے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

یہ حدیث ایمان کے گھٹنے کی دلیل ہے، اور اسی کی مانند نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے:

"أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُم خُلُقاً"

سب سے کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو۔

اس حدیث کو امام احمد وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور جب حسن اخلاق سے متصف شخص سب سے کامل ایمان والا ہوا تو اس کے برعکس بدخلق شخص ناقص الایمان قرار پایا۔

اعتقاد کے بغیر ایمان نہیں:

اعتقاد کے بغیر صرف قول وعمل کا نام ایمان نہیں، کیونکہ یہ منافقوں کا ایمان ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ﴾ البقرہ:۸۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں۔

ایمان صرف معرفت کا نام نہیں:

اسی طرح ایمان صرف معرفت کا نام نہیں، کیونکہ یہ کافروں اور اللہ کے منکرین کا ایمان ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا﴾ النمل: ۱۴۔

انہوں نے صرف ظلم اور تکبر کی بنا پر انکار کر دیا، حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے۔

اور فرمایا:

﴿فَإِنَّهُمْ لاَ يُكَذِّبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ﴾ الانعام: ۳۳۔

سو یہ لوگ آپ کی تکذیب نہیں کرتے، بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

اور فرمایا:

﴿الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ﴾ البقرہ: ۱۴۶۔

جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے ایسا پہچانتے ہیں جیسے کوئی اپنے بچوں کو پہچانے۔

اور فرمایا:

﴿فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ﴾ البقرہ: ۸۹۔

پس جب ان کے پاس وہ چیز آگئی جسے وہ پہچانتے تھے تو اس کے ساتھ کفر کرنے لگے۔

اور فرمایا:

﴿وَعَادًا وَثَمُودَا وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنْ مَسَاكِنِهِمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ﴾العنکبوت:۳۸۔

اور ہم نے عادیوں اور ثمودیوں کو بھی غارت کیا جن کے بعض مکانات تمہارے سامنے ظاہر ہیں، اور شیطان نے انہیں ان کی بداعمالیاں آراستہ کر دکھائی تھیں اور انہیں راہ سے روک دیا تھا باوجودیکہ یہ آنکھوں والے اور ہوشیار تھے۔

عمل کے بغیر ایمان نہیں:

ایمان: عمل کے بغیر قول واعتقاد کا نام بھی نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اعمال کو ایمان کہا ہے، فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾البقرہ:۱۴۳۔

اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان یعنی بیت المقدس کے قبلہ والی تمہاری نمازیں ضائع نہ کرے گا۔

اور صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد عبدالقیس سے فرمایا:

"آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ: الإِيْمَانُ بِاللّٰهِ، هَلْ تَدْرُونَ مَا الإِيْمَانُ بِاللّٰهِ؟

شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللّٰهُ، وَإِقَامُ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ"

میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں: ایمان باللہ کا، کیا جانتے ہو کہ ایمان باللہ کیا ہے؟ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا، اور تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرو۔

اور صحیحین ہی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللّٰهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ"

ایمان کے ستر سے زیادہ یا ساٹھ سے زیادہ شعبے ہیں، سب سے افضل شعبہ لاالہ الا اللہ کا اقرار ہے، اور سب سے ادنیٰ شعبہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹادینا ہے، اور شرم وحیا بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

اعمال کا حکم:

نماز کے علاوہ کوئی بھی عمل ایسا نہیں جس کا ترک کرنا کفر ہو، لیکن جس نے مطلقاً نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے۔

عبداللہ بن شقیق فرماتے ہیں: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نماز کے علاوہ کسی بھی عمل کے ترک کرنے کو کفر نہیں گردانتے تھے) اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

تکفیر کا حکم:

تکفیر (کسی کو کافر قرار دینا) صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے، لہٰذا صرف اسی شخص کو کافر کہا جاسکتا ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر قرار دیا ہو، یا اس کی تکفیر پر مسلمانوں کا اجماع ہو۔ لہٰذا جس نے کسی کی اس کفر کے بغیر تکفیر کی جس پر قرآن کریم یا سنت کے نص یا اجماع امت سے دلیل موجود ہو، تو تکفیر کرنے والا سخت سزا اور تعزیر کا مستحق ہے، کیونکہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے):

"مَنْ رَمَى مُؤْمِناً بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ"

جس نے کسی مومن کو کافر ہونے کا الزام دیا تو یہ اس کو قتل کرنے کی مانند ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری نے ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

کفر ایسی کفریہ بات کہنے سے بھی واقع ہو جاتا ہے جس کے بارے میں (علمائے امت کے درمیان) کوئی قابل اعتبار اختلاف نہ ہو، اسی طرح کفریہ عمل اور کفریہ اعتقاد سے بھی کفر واقع ہو جاتا ہے، ضروری نہیں کہ کفریہ قول وعمل کا مرتکب اسے حلال سمجھ کر ہی اس کا ارتکاب کر رہا ہو۔

عام تکفیر اور کسی متعین شخص کی تکفیر کے درمیان فرق ہے، عام تکفیر کی مثال عام وعید ہے، اس کو مطلق اور عمومی طور پر کہنا واجب ہے، جیسے ائمہ کا قول ہے کہ: جس نے یہ کہا کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے، اور جیسے ابن خزیمہ رحمہ اللہ کا یہ قول کہ: جو شخص یہ اقرار نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ساتوں آسمانوں کے اوپر مستوی ہے، تو ایسا شخص کافر اور مباح الدم ہے، اس کا مال، مال غنیمت شمار ہوگا۔

لیکن کسی متعین شخص کی تکفیر کے لئے تکفیر کی شرائط کا پایا جانا اور موانع تکفیر کا نہ ہونا ضروری ہے، لہٰذا عام اور مطلق تکفیر سے کسی متعین شخص کی تکفیر لازم نہیں آتی، تاوقتیکہ اس کے اندر تکفیر کی شرائط پائی جائیں اور موانع تکفیر غیر موجود ہوں۔

اہل کبائر کے بارے میں صحیح اعتقاد

اہل سنت وجماعت کے اعتقاد میں یہ بھی ہے کہ - شرک باللہ کے علاوہ- کوئی بھی گناہ مسلمان کو دین اسلام سے خارج نہیں کرتا، الا یہ کہ وہ اسے حلال ٹھہرا لے، خواہ حلال ٹھہرا لینے کے بعد وہ اسے کر گزرے یا صرف اس کی حلت کا اعتقاد رکھے، کیونکہ اس صورت میں وہ کتاب اللہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والا قرار پاتا ہے، اور یہ کتاب وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں کفر ہے۔

شرک کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں ان کا مرتکب ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم میں نہیں رہے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لاَ يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ النساء:۴۸۔

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا گناہ جس کے چاہے بخش دیتا ہے۔

اس آیت نے اس بات کی صراحت کر دی ہے کہ گنہگار کا معاملہ اللہ جل وعلا کی مشیئت کے تحت ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اسے اپنے فضل وکرم سے معاف فرما دے گا، اور اگر چاہے گا تو اسے اس کے گناہوں کے بقدر جہنم میں ڈالے گا، تاکہ اس کی تطہیر ہو جائے، پھر اس کی توحید کی وجہ سے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بعض کبائر مثلاً قتل اور ظلم وزیادتی کا ذکر فرمایا ہے اور ان کے مرتکب کے لئے ایمان بھی ثابت کیا ہے، لہٰذا ایسے لوگ اپنے ایمان کے اعتبار سے مومن بھی ہیں اور اپنی معصیت کے لحاظ سے فاسق بھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالأُنثَى بِالأُنثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾ البقرہ:۱۷۸۔

اے ایمان والو! تم پر مقتولین کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے، آزاد آزاد کے بدلے، غلام غلام کے بدلے اور عورت عورت کے بدلے، ہاں جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے اسے بھلائی کی اتباع کرنی چاہئے اور آسانی کے ساتھ دیت ادا کردینی چاہئے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قاتل اور مقتول دونوں کے لئے ایمان بھی ثابت کیا ہے اور اسلامی اخوت بھی ثابت فرمائی ہے۔

آدمی کو بیک وقت فاسق اور مسلمان کہنے میں کوئی تضاد نہیں:

اس میں کوئی تضاد نہیں کہ کسی فعل یا اس کے کرنے والے پر فسق کا اطلاق ہو اور اس شخص کو مسلمان بھی کہا جائے اور اس پر مسلمانوں کے احکام نافذ ہوں،

حضرت عبداللہ حمار صحابی کا واقعہ - جسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے - اس بارے میں بالکل واضح ہے، حضرت عبداللہ حمار نے شراب پی لی تھی، انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر کیا گیا، ایک صحابی کی زبان سے نکل گیا کہ اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو، بار بار لایا جاتا ہے، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لاَ تَلْعَنْهُ، فَإِنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ“

اسے لعنت نہ کرو، یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔

چنانچہ اس کبیرہ گناہ کی وجہ سے وہ اسلام سے باہر نہیں ہوئے، بلکہ اس کے ارتکاب کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ایمان ثابت فرمایا۔

کفر و شرک وغیرہ کے اقسام:

نصوص شرع میں کفر، شرک، ظلم، فسق اور نفاق میں سے ہر ایک کی دو قسمیں بیان ہوئی ہیں، ان میں سے ایک قسم اکبر کی ہے جو دین کی بنیاد کے سراسر منافی ہونے کی وجہ سے ملت اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔ اور دوسری اصغر کی ہے جو کمالِ ایمان کے منافی ہے اور اپنے مرتکب کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتی۔

یہ سلف صالحین رضی اللہ عنہم کی تقسیم ہے، جیسا کہ حبر الامہ اور ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کفر دون کفر، ظلم دون ظلم، فسق دون فسق اور

نفاق دون نفاق ثابت فرمایا ہے، یعنی کفر سے چھوٹا کفر، ظلم سے چھوٹا ظلم، فسق سے چھوٹا فسق اور نفاق سے چھوٹا نفاق بھی ہوتا ہے۔

کفر اکبر:

اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کو پکارنے والے کو کافر، مشرک اور ظالم بتایا ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لاَ بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لاَ يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ﴾المومنون:۱۱۷۔

اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، تو اس کا حساب اس کے رب کے اوپر ہی ہے، بیشک کافر لوگ فلاح نہیں پاسکتے۔

اور فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلاَ أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا﴾الجن:۲۰۔

کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

اور فرمایا:

﴿وَلاَ تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لاَ يَنْفَعُكَ وَلاَ يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ﴾یونس:۱۰۶۔

اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کو مت پکارنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے، اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

اور فرمایا:

﴿إِلاَّ إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ﴾ الکہف:۵۰۔

مگر ابلیس نے (سجدہ نہ کیا) یہ جنوں میں سے تھا، اس نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی۔

یہ تمام آیتیں کفر اکبر، شرک اکبر، ظلم اکبر اور فسق اکبر کے بارے میں ہیں، جن کے ساتھ ایمان اکٹھا نہیں ہو سکتا۔

کفر اصغر:

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ المائدہ:۴۴۔

اور جو لوگ اللہ کی نازل کی ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں وہی لوگ کافر ہیں۔

اور فرمایا:

﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ المائدہ:۴۵۔

اور جو لوگ اللہ کی نازل کی ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں وہی لوگ ظالم ہیں۔

اور فرمایا:

﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ المائدہ:۴۷۔

اور جولوگ اللہ کی نازل کی ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں وہی لوگ فاسق ہیں۔

اور فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾ النساء:۱۰۔

جو لوگ ناحق ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ جہنم میں جائیں گے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ"

مسلمان سے گالی گلوچ کرنا فسق ہے اور اس سے قتال کرنا کفر ہے۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

"مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ"

جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔

تو یہ آیات واحادیث کفر اصغر، شرک اصغر، ظلم اصغر اور فسق اصغر کے بارے

میں ہیں، اور ان کے ساتھ ایمان پایا جاتا ہے، جیسا کہ اس پر کتاب وسنت بصراحت دلالت کناں ہیں اور سلف صالحین کا اجماع بھی ہے، البتہ اس سے ایمان میں کمی واقع ہوتی ہے اور یہ کمال ایمان کے منافی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے بارے میں صحیح اعتقاد

اہل سنت وجماعت کے اعتقاد میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے محبت کی جائے، ان سے دوستی رکھی جائے، ان کے لئے اللہ کی رضامندی اور مغفرت کی دعا کی جائے اور ان کا ذکر اچھے انداز سے کیا جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالسَّابِقُونَ الأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ التوبہ:۱۰۰۔

اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے، اور اللہ نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کر رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، یہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سابقین اولین صحابہ کرام سے احسان (اخلاص) کی شرط کے بغیر اپنے راضی ہونے کا اعلان فرمایا ہے، لیکن تابعین سے رضامندی کے لئے یہ شرط لگادی ہے کہ وہ اخلاص کے ساتھ سابقین اولین صحابہ کرام کی پیروی کریں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ الفتح:۱۸۔

یقیناً اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ جس سے خوش ہو جائے اس پر پھر کبھی ناراض نہیں ہوتا۔اور صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ"

درخت کے نیچے بیعت (رضوان) کرنے والا کوئی شخص جہنم میں نہیں جائے گا۔

مہاجرین وانصار کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر مہاجرین کا تذکرہ کیا ہے اور ان کو صداقت سے متصف فرمایا ہے، ارشاد ہے:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلاً مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ الحشر:۸۔

مال فئے ان مہاجر مسکینوں کے لئے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں، وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلبگار ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ سچے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انصار کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلاَ يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ الحشر:۹۔

اور (مال فئ ان کے لئے بھی ہے) جنہوں نے اس گھر (مدینہ) میں اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اور اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہیں کرتے، بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود ان کو کتنی ہی سخت حاجت ہو، اور جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ کامیاب اور بامراد ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد آنے والے مومنین کا حال بیان کیا ہے جنہوں نے صحابۂ کرام کی اخلاص کے ساتھ پیروی کی، فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالإِيمَانِ وَلاَ تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلاًّ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ الحشر:۱۰۔

اور (مال فئ ان کے لئے بھی ہے) جو ان کے بعد آئیں، جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم

سے پہلے ایمان لاچکے ہیں، اور ایمان والوں کی طرف سے ہمارے دلوں میں کینہ نہ ڈال، اے ہمارے رب! بیشک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلاً مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ الفتح:۲۹۔

محمد-صلی اللہ علیہ وسلم- اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں، آپ انہیں دیکھیں گے کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں، اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے، اور ان کی مثال انجیل میں مثل کھیتی کے ہے جس نے اپنا انکھوا نکالا، پھر اسے مضبوط کیا اور موٹا ہو گیا، پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جس شخص کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کے بارے میں بھی نفرت پائی گئی وہ مذکورہ آیت کی وعید کا شکار ہوا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَنَصَرُوا أُوْلَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ الانفال: ۷۴۔

جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد پہنچائی، یہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

نیز اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور قتال کرنے والے صحابہ کی ان صحابہ پر فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا جنہوں نے اس کے بعد خرچ کیا اور قتال کیا، ویسے تو اللہ نے دونوں ہی گروہوں سے جنت کا وعدہ کیا ہے، فرمایا:

﴿لاَ يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُوْلَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلاًّ وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ الحدید: ۱۰۔

تم میں سے جن لوگوں نے فتح- صلح حدیبیہ - سے پہلے خرچ کیا ہے اور قتال کیا ہے وہ دوسروں کے برابر نہیں، بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خرچ کئے اور جہاد کئے، ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ کا ان سب سے ہے، اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

صحابہ کو سب وشتم کرنے کی ممانعت:

صحیحین میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابِي"

میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے:

"لاَ تَسُبُّوا أَحَداً مِنْ أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَداً أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَباً مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلاَ نَصِيفَهُ"

میرے صحابہ میں سے کسی کو بھی برا بھلا نہ کہو، اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ صحابہ کے ایک مد یا نصف مد صدقہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

مُد: چوتھائی صاع کو کہتے ہیں، اور نصیف سے نصف مد مراد ہے (یعنی ایک صاع کا آٹھواں حصہ) مطلب یہ ہے کہ احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنے والا شخص صحابہ کے اس معمولی مقدار میں دیئے ہوئے صدقہ کی فضیلت کو نہیں پہنچ سکتا۔

صحابہ کی فضیلت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت:

صحیحین ہی میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ“

سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں، پھر وہ جو اِن کے بعد آئیں گے، پھر وہ جو اُن کے بعد آئیں گے۔

حضرت عمران کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قرن (زمانہ) کے بعد دو قرن کا ذکر کیا یا تین قرن کا؟ اس کے بعد فرمایا:

”ثُمَّ إِنَّ بَعْدَهُمْ قَوْماً يَشْهَدُونَ وَلاَ يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَخُونُونَ وَلاَ يُؤْتَمَنُونَ، وَيَنْذُرُونَ وَلاَ يُوفُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ“

پھر ان کے بعد ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو طلب کئے بغیر ہی گواہی دیں گے، خیانت کریں گے اور ان کے پاس امانت محفوظ نہیں رہے گی، نذریں مانیں گے اور پوری نہیں کریں گے اور ان کے اندر موٹاپا ظاہر ہوگا۔

انصار کی فضیلت:

صحیحین میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"آيَةُ الإِيْمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الأَنْصَارِ"

ایمان کی نشانی انصار سے محبت کرنا ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔

اور صحیحین ہی میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بارے میں فرمایا:

"لاَ يُحِبُّهُمْ إِلاَّ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يُبْغِضُهُمْ إِلاَّ مُنَافِقٌ، مَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ"

انصار سے مومن ہی محبت کرے گا اور ان سے منافق ہی بغض رکھے گا، جو ان سے محبت کرے گا اس سے اللہ بھی محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اسے اللہ بھی مبغوض رکھے گا۔

اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لاَيُبْغِضُ الأَنْصَارَ رَجُلٌ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَومِ الآخِرِ"

وہ شخص انصار سے بغض نہیں رکھے گا جس کا اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان ہو۔

اہل بدر کی فضیلت:

صحیحین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کے واقعہ میں فرمایا:

”... إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ“

......یہ جنگ بدر میں شریک رہے ہیں، اور تمہیں کیا معلوم شاید اللہ نے اہل بدر کی طرف جھانک کر یہ فرمادیا ہو کہ جو چاہو کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

اہل بیعت رضوان کی فضیلت:

صحیح مسلم میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ام مبشر نے بتایا کہ انہوں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”لاَ يَدْخُلُ النَّارَ - إِنْ شَاءَ اللَّهُ - مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ، الَّذِينَ بَايَعُوا تَحْتَهَا“

جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت (رضوان) کی ہے ان درخت والوں میں سے ان شاءاللہ کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔

بیعت رضوان والوں کی تعداد چودہ سو سے زیادہ تھی، جن میں ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

فضیلت کے اعتبار سے صحابہ کی ترتیب:

اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق، اس بات پر صحابہ و تابعین کا اجماع ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ بتواتر منقول ہے کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہما۔

اہل سنت امت میں تیسرے نمبر پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا درجہ مانتے ہیں اور چوتھے نمبر پر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا۔

نبی ﷺ کے اہل بیت کے بارے میں صحیح اعتقاد

اہل سنت وجماعت کے اعتقاد میں یہ بھی ہے کہ غدیر خم کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے آپ کے اہل بیت سے محبت کی جائے اور ان کے فضل وشرف کو پہچانا جائے، غدیر خم کے موقع پر آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور وعظ ونصیحت کی، پھر فرمایا:

”أَمَّا بَعْدُ: أَلاَ أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، يُوشِكُ أَنْ يَّأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيْبُ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثِقْلَيْنِ، أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ، فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ، فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ“

امابعد: اے لوگو! سنو، میں بھی ایک انسان ہوں، قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا قاصد آجائے اور میں اس کی بات قبول کر لوں، میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ان میں پہلی چیز کتاب اللہ ہے، جس میں ہدایت ونور ہے، لہٰذا اللہ کی کتاب کو لے لو اور اسے مضبوطی سے تھامے رہو۔

چنانچہ آپ نے کتاب اللہ کو اپنانے اور اسے مضبوطی سے تھامے رہنے کی ترغیب دی، اس کے بعد فرمایا:

”وَأَهْلُ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِى، أُذَكِّرُكُمُ

اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِى، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِى"

اور میرے اہل بیت کا خیال رکھنا، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔

اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں زید بن ارقم سے روایت کیا ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ہم اہل بیت کے بارے میں آپ کی وصیت کا اور ان کے ساتھ احسان اور ان کے اکرام واحترام کے حکم کا انکار نہیں کرتے، وہ فخر اور حسب ونسب کے اعتبار سے روئے زمین کے سب سے معزز گھرانے کی طیب وطاہر نسل سے ہیں، بالخصوص اس صورت میں ان کا ادب واحترام مزید بڑھ جاتا ہے جب وہ صحیح اور واضح سنت نبوی کے متبع اور فرمانبردار ہوں، جیسا کہ ان کے سلف مثلاً حضرت عباس اور ان کی اولاد، نیز حضرت علی اور ان کے اہل بیت اور ذریت کا حال تھا، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں آپ کی ازواج مطہرات بھی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان سے خطاب کے سیاق میں فرمایا:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلاَ تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلاَةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا﴾الاحزاب:۳۳،۳۴۔

اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو، اور نماز ادا کرتی رہو اور زکاۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری کرو، اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والیو! وہ تم سے ہر گندگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے۔ اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور حکمت تلاوت کی جاتی ہے ان کا ذکر کرتی رہو، یقیناً اللہ لطف فرمانے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ اس مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات آپ کے اہل بیت میں داخل ہیں، کیونکہ وہی اس آیت کا شان نزول ہیں، اور شان نزول متفقہ طور پر حکم میں داخل ہوتا ہے، یا تو ایک قول کے مطابق اکیلے حکم میں داخل ہوتا ہے، یا صحیح قول کے مطابق اس کے ساتھ دیگر واقعات بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

لہٰذا اس آیت میں امیر المومنین علی بن ابی طالب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم اجمعین سب شامل ہیں، کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صبح کو نکلے، آپ کے جسم پر سیاہ بال کی ایک نقش ونگار والی چادر تھی، حضرت حسن بن علی آئے تو

آپ نے انہیں چادر کے اندر کرلیا، پھر حضرت حسین آئے تو وہ بھی چادر کے اندر ہوگئے، پھر حضرت فاطمہ آئیں تو ان کو بھی اندر کرلیا، پھر حضرت علی آئے تو ان کو بھی اندر کرلیا، اس کے بعد آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ الاحزاب: ۳۳۔

اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے اہل بیت وہ تم سے ہر گندگی کو دور کردے اور تمہیں خوب پاک کردے (صحیح مسلم)

کرامات اولیاء کے بارے میں صحیح اعتقاد

اہل سنت وجماعت اولیاء اللہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی کرامات کے ظہور کا اعتقاد رکھتے ہیں، کیونکہ اس بارے میں تواتر کے ساتھ نصوص وارد ہیں۔

ولی کون ہے؟

اہل سنت کے نزدیک ولی وہ شخص ہے جو شرعی احکامات کا پابند ہو اور منہیات سے اجتناب کرے، اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے بارے میں فرمایا:

﴿أَلاَ إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ ○ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾ یونس:۶۲، ۶۳۔

یادرکھو! اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔

گویا ایمان اور تقویٰ سے ولایت ثابت ہوتی ہے۔

کرامت کسے کہتے ہیں؟

کرامت وہ خارق عادت امر ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے کسی ولی کے دینی یا دنیاوی معاملہ پر مدد کرتے ہوئے اس کے ہاتھوں ظاہر فرماتا ہے، لیکن ولی کی کرامت انبیاء ورسل کے معجزات کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتی۔

کرامت کی چند مثالیں:

اولیاء اللہ کی کرامات میں اصحاب کہف کا واقعہ ہے اور حضرت مریم - اللہ ان سے راضی ہو - کا واقعہ بھی، جب دردزہ انہیں کھجور کے تنے کے نیچے لے آیا تو اللہ نے انہیں حکم دیا کہ کھجور کے تنے کو ہلائیں تاکہ ان کے اوپر تر و تازہ پکی کھجوریں گریں، اور اللہ تعالیٰ کا ان کو اس طرح روزی عطا کرنا کہ ان کے پاس سردی کے میوے گرمی میں اور گرمی کے میوے سردی میں موجود ہوتے۔ اسی طرح کرامات میں سلیمان علیہ السلام کے کاتب آصف کا واقعہ، اور اس شخص کا واقعہ جسے اللہ نے سو سال تک موت دینے کے بعد دوبارہ اٹھایا، جریج راہب کا واقعہ، بنی اسرائیل کے ان تین اشخاص کا واقعہ جنہوں نے غار میں پناہ لی تھی اور چٹان نے غار کا منہ بند کر دیا تھا، اور ان کے علاوہ بہت سے واقعات ہیں جو اہل علم کے نزدیک مشہور و معروف اور قرآن کریم یا سنت صحیحہ سے ثابت ہیں، یا جو سلف صالحین اور ان کے بعد کے علماء سے بسند صحیح منقول ہیں۔

کرامت اس امت میں بھی موجود ہے اور تاقیامت پائی جاتی رہے گی، کیونکہ اس کا سبب ولایت ہے اور ولایت تاقیامت موجود رہے گی۔

اگر کسی شخص سے کوئی خارق عادت تصرف ظاہر ہو جائے تو یہ اس کے لئے باعث تزکیہ اور ولایت کی دلیل نہیں، تاوقتیکہ اس کا ہر عمل کتاب و سنت پر پیش کر کے یہ نہ جان لیا جائے کہ وہ ظاہر و باطن ہر پہلو سے کتاب و سنت کا متبع اور فرمانبردار ہے۔

ولی کی فضیلت:

اولیاء کے فضائل میں سے ایک فضیلت وہ ہے جسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ"

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی (دوست) سے دشمنی کی اس سے میں نے جنگ کا اعلان کر دیا۔

مسلم حکام کے حقوق کے بارے میں صحیح اعتقاد

اہل سنت وجماعت کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مسلم حکام کی اطاعت واجب قرار دی ہے جب تک اس میں اللہ کی معصیت نہ ہو۔ وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے مضمون کا اعتقاد رکھتے ہیں:

"اسْمَعْ وَأَطِعْ فِي عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ، وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ، وَأَثْرَةٍ عَلَيْكَ، وَإِنْ أَكَلُوا مَالَكَ، وَضَرَبُوا ظَهْرَكَ، إِلاَّ أَنْ يَكُونَ مَعْصِيَةٍ"

تنگی اور آسانی میں، خوشی اور ناپسندیدگی میں اور اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیئے جانے کی صورت میں بھی اپنے حکام کی سنتے اور ان کی اطاعت کرتے رہو، اگرچہ وہ تمہارا مال کھالیں اور تمہاری پیٹھ پر کوڑے برسائیں، ہاں جب معصیت الٰہی کی بات ہو تو اس وقت نہ سننا ہے نہ اطاعت کرنا۔

اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں حسن سند سے روایت کیا ہے اور اس کی اصل صحیحین میں موجود ہے۔

حکام کے خلاف بغاوت کی حرمت:

اہل سنت حکام کے خلاف بغاوت کو حرام جانتے ہیں، اگرچہ ان کی طرف سے ظلم وجور کا معاملہ ہو، جب تک کہ ایسا کھلم کھلا کفر نہ دیکھ لیں جس کے بارے میں

ان کے پاس اللہ کی طرف سے دلیل موجود ہو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ، وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ، وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ، وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ“

تمہارے بہترین ائمہ (حکام) وہ ہیں جن سے تم محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت رکھتے ہیں، وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں اور تم ان کے لئے دعا کرتے ہو، اور تمہارے بدترین ائمہ (حکام) وہ ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہیں، تم انہیں لعنت ملامت کرتے ہو اور وہ تمہیں لعنت ملامت کرتے ہیں۔

عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول! کیا ہم ان سے تلوار کے ساتھ مقابلہ نہ کریں؟ فرمایا:

”لاَ، مَا أَقَامُوا فِيكُمُ الصَّلاَةَ، وَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْ وُلاَتِكُمْ شَيْئًا تَكْرَهُونَهُ فَاكْرَهُوا عَمَلَهُ، وَلاَ تَنْزِعُوا يَداً مِنْ طَاعَةٍ“

نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں ایسا نہ کرو، اور جب تم اپنے حکام کی جانب سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھو تو ان کے فعل کو ناپسند کرو، لیکن ان کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچو۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

"أَلاَ مَنْ وَلِيَ عَلَيهِ وَالٍ، فَرَأَهُ يَأْتِي شَيْئًا مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰه، فَلْيَكْرَهْ مَا يَأْتِي مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، وَلاَ يَنْزَعَنَّ يَداً مِنْ طَاعَةٍ"

سنو! جس پر کوئی حاکم مقرر ہوا اور اس نے اسے اللہ کی معصیت کا ارتکاب کرتے دیکھا، تو وہ اس کی معصیت کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے، لیکن اس کی اطاعت سے ہرگز ہاتھ نہ کھینچے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

مسلم حکام کے خلاف بغاوت کی سزا:

مسلمانوں کی جماعت سے خروج کرنے والے کے لئے شارع علیہ السلام نے اس کے جرم کے اعتبار سے دنیا اور آخرت میں سخت سزائیں مقرر کی ہیں:

ایک سزا یہ ہے کہ جو شخص حاکم کی اطاعت سے بغاوت کر کے اور مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہو کر مرا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

ایک سزا یہ ہے کہ جس نے مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کی اس کا حال دریافت نہیں کیا جائے گا، اور یہ اس کے عظیم جرم کی طرف اشارہ ہے۔

ایک سزا یہ ہے کہ جس نے مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کے لئے کوئی حجت نہیں ہوگی۔

ایک سزا یہ ہے کہ جو جماعت سے الگ ہوا شیطان اس کے ساتھ چلتا پھرتا ہے۔

اور ایک سزا یہ ہے کہ جماعت سے علیحدہ ہونے والا مباح الدم قرار پاتا ہے۔

حکام کے لئے دعا کرنا:

اہل سنت وجماعت کا یہ اعتقاد بھی ہے کہ حکام کے لئے صلاح وعافیت کی دعا کرنا ایک قابل تعریف اور مستحسن فعل ہے، اور یہ آدمی کے اہل سنت میں سے ہونے کی علامت ہے، جیسا کہ امام بربہاری نے اپنی کتاب "السنہ" میں فرمایا:

(جب تم کسی شخص کو سلطان (حاکم) پر بددعا کرتے دیکھو تو جان لو کہ وہ بدعتی ہے، اور جب آدمی کو سلطان (حاکم) کے لئے خیر وصلاح کی دعا کرتے سنو تو جان لو کہ وہ ان شاء اللہ اہل سنت میں سے ہے، فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ اگر میری مقبول دعا ہوتی تو میں اسے سلطان ہی کے لئے خاص کرتا۔ غرضیکہ ہمیں حکام کے لئے خیر وصلاح کی دعا کرنے کا حکم دیا ہے، ان پر بددعا کرنے کا نہیں، بھلے ہی وہ ظلم وجور کا معاملہ کریں، کیونکہ ان کا ظلم وجور خود ان پر اور مسلمانوں پر ہوگا، اور ان کی صلاح وبہتری خود ان کے حق میں بھی ہوگی اور مسلمانوں کے حق میں بھی)

اور امام صابونی نے اپنی کتاب "عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث" میں فرمایا:

(اہل سنت حکام کے لئے اصلاح کی اور توفیق وصلاح کی دعا کرنا مستحب جانتے ہیں)

حکام کو سب وشتم کرنے کی ممانعت:

اہل سنت یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ حکام کو برا بھلا کہنا شرعاً منع ہے، اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کبار صحابہ کا اتفاق ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ہمارے اکابر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کبار صحابہ نے حکام کو برا بھلا کہنے سے منع کیا ہے، فرمایا:

”لاَ تَسُبُّوا أُمَرَاءَكُمْ، وَلاَ تَغُشُّوهُمْ، وَلاَ تُبْغِضُوهُمْ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاصْبِرُوا ، فَإِنَّ الأَمْرَ قَرِيْبٌ“

تم اپنے حکام کو برا بھلا نہ کہو، نہ انہیں دھوکہ دو اور نہ ان سے بغض رکھو، بلکہ اللہ سے ڈرتے رہو اور صبر کرتے رہو، کیونکہ اللہ کا فیصلہ قریب ہے۔

اسے ابن ابی عاصم نے اپنی کتاب ”السنہ“ میں اور دیگر ائمہ نے روایت کیا ہے۔

دین کے بارے میں مجادلہ کی ممانعت

اہل سنت وجماعت دین کے بارے میں جھگڑا اور بحث ومباحثہ سے منع کرتے ہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، چنانچہ صحیحین میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اقْرَأُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيهِ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ"

تم قرآن پڑھتے رہو جب تک تمہارے دل اس پر متفق رہیں، اور جب نوبت اختلاف تک پہنچ جائے تو قرآن والی مجلس سے اٹھ جاؤ۔

اور مسند احمد اور سنن ابن ماجہ میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے-اور اس کی اصل صحیح مسلم میں موجود ہے- کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور لوگ تقدیر کے بارے میں جھگڑ رہے تھے، یہ سن کر غصہ سے آپ کا چہرۂ مبارک اس قدر سرخ ہو گیا گویا اس پر انار کے دانے نچوڑ دیئے گئے ہوں، پھر آپ نے فرمایا:

"بِهَذَا أُمِرْتُم؟ أَوْ لِهَذَا خُلِقْتُمْ؟ تَضْرِبُونَ الْقُرْآنَ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ؟ بِهَذَا هَلَكَتِ الأُمَمُ قَبْلَكُمْ"

کیا تم کو اسی بات کا حکم ملا ہے؟ یا تم اسی لئے پیدا ہوئے ہو؟ قرآن کے بعض کو بعض سے ٹکراتے ہو، اسی وجہ سے تم سے پہلے کی قومیں ہلاک ہوئی ہیں۔

بلکہ حدیث میں یہاں تک آیا ہے کہ دین کے بارے میں مجادلہ کرنا امت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سزا ہے، چنانچہ سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدىً كَانُوا عَلَيْهِ إِلاَّ أُوتُوا الْجَدَلَ"

ہدایت یاب رہنے کے بعد جو بھی قوم گمراہ ہوتی ہے وہ بحث و جدال میں مبتلا کر دی جاتی ہے۔

اس کے بعد آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

﴿مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلاَّ جَدَلاً﴾ الزخرف:۵۸۔

ان کا یہ کہنا محض جدال (جھگڑے) کی غرض سے ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

(ہمارے نزدیک اصول سنت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جس مسلک پر تھے اسی کو اپنایا جائے اور ان کی اقتدا کی جائے، بدعات سے دور رہا جائے، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے، نفس پرستوں اور بدعتیوں کی ہم نشینی سے پرہیز کیا جائے اور دین کے بارے میں کٹھ حجتی، جھگڑا لڑائی اور بحث و مباحثہ نہ کیا جائے)

قابل مذمت بحث و مباحثہ:

دین کے بارے میں بحث و مباحثہ کی یہ ممانعت باطل کے ذریعہ بحث و مباحثہ کرنے، یا حق واضح ہو جانے کے بعد بحث و مباحثہ کرنے، یا کٹھ حجتی کرنے والے کو جس بات کا علم نہ ہو اس بارے میں بحث و مباحثہ، یا قرآن کریم کی متشابہ آیات کے

بارے میں بحث و مباحثہ کرنے، یا غلط نیت وارادہ سے بحث و مباحثہ کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔

قابل تعریف بحث و مباحثہ:

اگر یہ بحث و مباحثہ حق کے اظہار و بیان کے لئے ہو اور کسی ایسے عالم کی طرف سے ہو جو اچھی نیت رکھتا ہو اور اسلامی آداب کا پابند ہو تو یہ مستحسن اور قابل تعریف بات ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ النحل:۱۲۵۔

اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے۔

اور فرمایا:

﴿وَلاَ تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلاَّ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ العنكبوت:۴۶۔

اور اہل کتاب کے ساتھ بحث و مباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو۔

اور فرمایا:

﴿قَالُوا يَانُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ ہود:۳۲۔

قوم کے لوگوں نے کہا اے نوح! تو نے ہم سے بحث کرلی اور خوب بحث کرلی، اب تو جس چیز سے ہمیں دھمکارہا ہے وہی ہمارے پاس لے آ، اگر تو سچوں میں سے ہے۔

بعض شرعی بحث ومباحثے:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے اپنی قوم کے ساتھ بحث ومباحثہ کی اور موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے فرعون کے ساتھ بحث ومباحثہ کی خبر دی ہے، اسی طرح سنت میں آدم اور موسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام کے بحث ومباحثہ کا ذکر ہے، اس کے علاوہ سلف صالحین سے بہت سے مناظرات منقول ہیں، لیکن یہ سب اس مستحسن اور قابل تعریف بحث ومباحثہ کے قبیل سے ہیں جن کے اندر علم، حسن نیت، اتباع سنت اور ادب مناظرہ کی شرائط موجود ہوں۔

اہل بدعت کی صحبت اختیار کرنے پر تنبیہ

اہل سنت نے اہل بدعت اور نفس پرستوں کی صحبت وہم نشینی سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، کیونکہ ان کی صحبت اختیار کرنے میں حکم الٰہی کی مخالفت پائی جاتی ہے، نیز یہ ان سے محبت و عقیدت پر دلالت کرتی ہے، ان کی صحبت اختیار کرنے والا اس بات سے مامون نہیں کہ وہ ان کی ضلالت وگمراہی کا شکار ہو جائے اور ان کے باطل کی پیروی کرنے لگے۔

اہل بدعت کا ضابطہ:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: (جس بدعت کی وجہ سے آدمی کا شمار بدعتیوں میں ہوتا ہے یہ وہ بدعت ہے جس کا کتاب وسنت کے خلاف ہونا اہل سنت کے نزدیک معروف ومشہور ہے، جیسے خوارج، روافض، قدریہ اور مرجئہ کی بدعتیں)

اہل بدعت کی صحبت سے اجتناب کرنے کی دلیل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلاَ تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ الانعام:٦٨۔

اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو آپ ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جائیں یہاں تک کہ وہ کسی اور بات

میں لگ جائیں، اور اگر آپ کو شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (قیامت تک آنے والا ہر بدعتی اور دین کے اندر بدعات ایجاد کرنے والا ہر شخص اس آیت کے مفہوم میں داخل ہے) حضرت ابن عباس کا یہ قول امام بغوی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔

اور ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے فرمایا: (اس آیت میں اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہر قسم کے بدعتی اور فاسق باطل پرست جب اپنے باطل میں بحث و مباحثہ کریں تو ان کی صحبت و ہم نشینی اختیار کرنا منع ہے)

نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (اہل بدعت کی صحبت نہ اختیار کرو، ان کی صحبت دل کو بیمار کر دیتی ہے)

☆☆☆☆☆

اللہ کی حمد و توفیق سے کتاب "اعتقاد صحیح" تکمیل کو پہنچی، اللہ تعالیٰ سے میں دعا گو ہوں کہ وہ اس کو اپنی ذات کے لئے خالص اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق بنائے، اور اس سے عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ بَيْتِهِ الأَطْهَارِ، وَصَحْبِهِ الأَخْيَارِ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ۔

فہرست عناوین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱-	عرض مترجم	۳
۲-	مقدمہ	۵
۳-	توحید ربوبیت کے بارے میں صحیح اعتقاد	۱۱
۴-	توحید اسماء وصفات کے بارے میں صحیح اعتقاد	۱۹
	توحید اسماء وصفات کے بارے میں اہل سنت کے چند اصول	۱۹
۵-	توحید الوہیت کے بارے میں صحیح اعتقاد	۲۴
۶-	ارکان ایمان کے بارے میں صحیح اعتقاد	۳۹
	اللہ پر ایمان لانا	۳۹
	فرشتوں پر ایمان لانا	۳۹
	آسمانی کتابوں پر ایمان لانا	۵۲
	رسولوں پر ایمان لانا	۶۰
	یوم آخرت پر ایمان لانا	۷۴
	تقدیر پر ایمان لانا	۷۹
	تقدیر کے چار مراتب	۸۰

۷-	ایمان کے بارے میں صحیح اعتقاد	۸۹
۸-	اہل کبائر کے بارے میں صحیح اعتقاد	۹۸
	کفر و شرک وغیرہ کے اقسام	۱۰۰
۹-	رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے بارے میں صحیح اعتقاد	۱۰۵
۱۰-	نبی ﷺ کے اہل بیت کے بارے میں صحیح اعتقاد	۱۱۵
۱۱-	کرامات اولیاء کے بارے میں صحیح اعتقاد	۱۱۹
۱۲-	مسلم حکام کے حقوق کے بارے میں صحیح اعتقاد	۱۲۲
۱۳-	دین کے بارے میں مجادلہ کی ممانعت	۱۲۷
۱۴-	اہل بدعت کی صحبت اختیار کرنے پر تنبیہ	۱۳۱
۱۵-	فہرست مضامین	۱۳۳

المعتقد الصحيح

تأليف

د. عبدالسلام بن برجس آل عبدالكريم

رحمه الله

ترجمة إلى الأردية

ابو المكرم عبدالجليل

رحمه الله

URDU

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بسلطانة

تحت إشراف وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

هاتف: ٤٢٤٠٠٧٧ ناسوخ: ٤٢٥١٠٠٥ ص ب ٩٢٦٧٥ الرياض ١١٦٦٣ بريد إلكتروني E.mail : Sultanah22@hotmail.com

THE COOPERATIVE OFFICE FOR CALL & FOREIGNERS GUIDANCE AT SULTANAH

Tel:4240077 Fax:4251005 P.O.Box:92675 Riyadh:11663 K.S.A. E-mail: sultanah22@hotmail.com